بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

جلد:75 / شمارہ28-29 / 09-16 رجولائی 2026ء / 23 محرم و 01 صفر 1448 ہجری قمری / 09-16 روفا 1405 ہجری شمسی (ww.akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ

صلح کرنا بہتر ہے

✷ وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا (سورۃ البقرۃ:84)

اورلوگوں سے ہمیشہ نیک اور اچھی بات کہا کرو

✷ وَالصُّلۡحُ خَیۡرٌ (سورۃ النساء:129)

اور صلح بہرحال بہتر ہے۔

✷ وَاِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَہَا وَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ (سورۃ الانفال:62)

اور اگر وہ صلح کے لئے جُھک جائیں تو تُو بھی اُس کے لئے جُھک جا اور اللہ پر توکل کر۔ یقیناً وہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وہ شخص جھوٹا نہیں ہوسکتا جو لوگوں کے درمیان صلح کرواتا ہے۔

عَنِ الۡمِسۡوَرِ بۡنِ مَخۡرَمَةَ، وَمَرۡوَانَ بۡنِ الۡحَكَمِ، أَنَّهُمُ اصۡطَلَحُوا عَلَى وَضۡعِ الۡحَرۡبِ عَشۡرَ سِنِينَ، يَأۡمَنُ فِيهِنَّ النَّاسُ وَعَلَى أَنَّ بَيۡنَنَا عَيۡبَةً مَكۡفُوفَةً، وَأَنَّهُ لَا إِسۡلَالَ وَلَا إِغۡلَالَ.

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم سے روایت ہے کہ انہوں نے (صلح حدیبیہ کے موقعہ پر) اس بات پر صلح کی کہ دس برس تک لڑائی بند رہے گی، اس مدت میں لوگ امن وامان سے رہیں گے، طرفین کے دل ایک دوسرے کے بارے میں صاف رہیں گے اور نہ تلوار سونتی جائے گی اور نہ زرہ پہنی جائے گی۔ (سنن ابی داود/ کتاب الجہاد/حدیث:2766)

عَنِ ابۡنِ شِهَابٍ، أَنَّ حُمَيۡدَ بۡنَ عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ أَخۡبَرَهُ، أَنَّ أُمَّهُ أُمَّ كُلۡثُومٍ بِنۡتَ عُقۡبَةَ أَخۡبَرَتۡهُ، أَنَّهَا سَمِعَتۡ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَيۡسَ الۡكَذَّابُ الَّذِي يُصۡلِحُ بَيۡنَ النَّاسِ فَيَنۡمِي خَيۡرًا أَوۡ يَقُولُ خَيۡرًا. (مسلم، کتاب البر والصلة والآداب،حدیث:2605)

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حمید بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے مجھے بتایا کہ اس کی ماں حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط نے انہیں بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہوسکتا جو لوگوں کے درمیان صلح کرواتا ہے اور نیک باتیں کہتا ہے اور نیک باتیں پہنچاتا ہے۔

تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس جماعت کو تیار کرنے میں غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہوں۔۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہوجاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقّت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے اور دوسرا چُپ رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہیئے کہ ابتداء میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے۔ سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے درد دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کردیوے اور دل میں کینے کو ہرگز نہ بڑھاوے۔۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو خدا تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں کوئی ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔‘‘ (ملفوظات جلد7 صفحہ 127-128۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تبرکات حضرت مصلح موعودؓ

جس شخص میں شرافت کا احساس ہوتا ہے وہ کوشش کرتا ہے کہ لوگوں کے حقوق ادا کردے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جس طرح ایک دفتر کا آدمی یا ایک تاجر کم سے کم سال کے بعد اپنے حسابات صاف کرتا ہے، اسی طرح اگر ہماری جماعت کے دوست بھی آپس کے حسابات صاف کردیا کریں تو بہت سے نقائص اور عیوب دور ہوسکتے ہیں۔ ہم ہر سال بلکہ ہر ماہ اپنے قرض خواہوں کے قرض اتارنے کی فکر کرتے ہیں۔ اور جس شخص میں شرافت کا احساس ہوتا ہے وہ کوشش کرتا ہے کہ لوگوں کے اس پر جو حقوق ہیں، انہیں ادا کردے۔ مگر تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرنے کا کوئی دن مقرر نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ اگر سالانہ حساب بھی کیا جائے تو کئی ایسے قرضے ہوسکتے ہیں جنہیں ادا کرنے کی توفیق انسان کو مل سکتی ہے۔ مثلاً یہی ایک قرض ہے کہ لوگ آپس میں محبت سے رہیں۔ اسے اتارنے کی توفیق پانا کوئی مشکل امر نہیں۔ بسا اوقات عارضی جوش میں دو دوست لڑ پڑتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب ہم میں صلح نہیں ہوسکتی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد وہ کیفیت دور ہوجاتی ہے۔ اور اگرچہ پھر بھی وہ شرم کی وجہ سے صلح نہیں کرتے لیکن خواہش ضرور رکھتے ہیں کہ کاش کوئی درمیان میں پڑ کر صلح کرادے۔ بظاہر وہ لڑے ہوئے ہوتے ہیں لیکن دل محبت کے جذبات سے لبریز ہوتے ہیں۔ اور انہیں دنیا پر شکوہ ہوتا ہے کہ کیوں کوئی ہماری صلح نہیں کرادیتا۔ (خطبات محمود: جلد13، صفحہ:402-403 مطبوعہ یوکے)

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 10رجولائی 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو۔کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

اداریہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

وطن عزیز کو ’’پیغام صلح‘‘ کی ضرورت ہے!

جوں جوں آزادی کے بعد سے ہمارا قدم آنے والے دقتوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔حالات و واقعات ظاہر کر رہے ہیں کہ پہلے کی نسبت قومی اتحاد کی ضرورت ہمارے لئے بڑھتی چلی جارہی ہے۔ بھارت مختلف مذاہب، قومیتوں، نسلوں اور ذاتوں پر مشتمل ایک خوبصورت گلدستہ ہے جس میں اگر اتفاق واتحاد کے پھول چُنے جائیں تو ان کی خوشبو دل و دماغ کو معطر کرتی ہے لیکن اگر اس تنوع کو اختلاف و انشقاق کی طرف لے جایا جائے تو چوطرفہ بد بُو پھیل جاتی ہے۔ نہ صرف بد بُو بلکہ تکلیف دہ بد بُو جس کو آئے دن ہم محسوس کر رہے ہیں۔

اپنے مفادات کیلئے مذہب کا غلط استعمال، قوموں اور ذاتوں کی تفریق کا گھناؤنا کھیل بھارت کو ایک خطرناک کھائی کی طرف دھکیل رہا ہے۔سوشل میڈیا کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ دن بدن ایسے لوگوں کی کمی ہوتی جارہی ہے جو اتفاق اور باہم میل جول کی بات کرتے ہیں۔ ہر فرقہ و مذہب میں ایسے لوگوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے جو نفرت پھیلانے کی باتوں میں مصروف نظر آتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات تو طے ہے کہ نفرت اختلاف اور جھگڑوں میں صرف ایک قوم کا نقصان نہیں ہوتا بلکہ سب اقوام اس کا شکار ہوتی ہیں بالخصوص ہر طرف کے غریب اور کمزور طبقہ کے لوگ ظلم کی چکی میں زیادہ پستے ہیں۔اور یہ ظلم کے دائرے دن بدن بڑھتے چلے جارہے ہیں۔

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے حالیہ ہندو پاک جنگ کے دنوں میں 9 رمئی 2025ء کو جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا اس میں بھارت کے احمدیوں کو توجہ دلائی تھی کہ وہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کے اُس عظیم الشان لیکچر پیغام صلح کی طرف اہل وطن کو توجہ دلائیں جس میں حضور نے آج سے سوا سو سال قبل اہل ہند کو اتفاق واتحاد اور قومی یکجہتی کی طرف بُلایا تھا اور پیار و محبت سے بھری ہوئی دردمندانہ نصیحت فرمائی تھی۔ یہ نصیحت آج بھی ہر ہندوستانی کو دعوتِ عمل دے رہی ہے۔اس کے کچھ حصے اس موقع پر اس اُمید سے پیش کئے جارہے ہیں کہ حضرت امیر المومنین کے ارشاد پر ہم احمدی ان کی اپنی اپنی زبانوں میں زیادہ سے زیادہ تشہیر کریں گے۔انشاءاللہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اے سامعین ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق و مالک ہے اور ایسا ہی سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں اور ایسا ہی بباعث ایک ہی ملک کے باشندے ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔اس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین و دنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں اور ایسی ہمدردی کریں کہ ایک دوسرے کے اعضا بن جائیں۔

اے ہم وطنو!! وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا مثلاً جو جو انسانی طاقتیں اور قوّتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کو دی گئی ہیں وہ تمام قوّتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئیں سب کے لئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے اور سب کے لئے اس کا سورج اور چاند اور کئی ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں اور دوسری خدمات بھی بجا لاتے ہیں۔اس کی پیدا کردہ عناصر یعنی ہوا اور پانی اور آگ اور خاک اور ایسا ہی اس کی دوسری پیدا کردہ چیزوں اناج اور پھل اور دوا وغیرہ سے تمام قومیں فائدہ اُٹھا رہی ہیں۔ پس یہ اخلاق ربانی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسانوں سے مروّت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور تنگ دست اور تنگ ظرف نہ بنیں۔

دوستو!! یقیناً سمجھو کہ اگر ہم دونوں قوموں میں سے کوئی قوم خدا کے اخلاق کی عزت نہیں کرے گی اور اس کی پاک خُلقوں کے برخلاف اپنا چال چلن بنائے گی تو وہ قوم جلد ہلاک ہوجائے گی اور نہ صرف اپنے تئیں بلکہ اپنی ذرّیت کو بھی تباہی میں ڈالے گی۔‘‘

’’یہ بات بغیر کسی بحث کے قبول کرنے کے لائق ہے کہ وہ سچا اور کامل خدا جس پر ایمان لانا ہر ایک بندہ کا فرض ہے وہ رب العالمین ہے اور اس کی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہیں اور نہ ہی کسی خاص زمانہ تک اور نہ کسی خاص ملک تک بلکہ وہ سب قوموں کا رب ہے اور تمام زمانوں کا رب ہے اور تمام مکانوں کا رب ہے اور تمام ملکوں کا وہی رب ہے اور تمام فیوض کا وہی سرچشمہ ہے اور ہر ایک جسمانی و روحانی طاقت اسی سے ہے اور اس سے تمام موجودات پرورش پاتی ہیں اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے۔

خدا کا فیض عام ہے جو تمام قوموں اور تمام ملکوں اور تمام زمانوں پر محیط ہو رہا ہے اور یہ اس لئے ہوا کہ تا کسی قوم کو شکایت کرنے کا موقع نہ ملے اور یہ نہ کہیں کہ خدا نے فلاں فلاں قوم پر احسان کیا مگر ہم پر نہ کیا۔

پس جبکہ ہمارے خدا کے یہ اخلاق ہیں تو یہی مناسب ہے کہ ہم بھی اپنے اخلاق کی پیروی کریں۔لہٰذا اے ہم وطن بھائیو یہ مختصر سا رسالہ جس کا نام ہے

’’پیغام صلح‘‘

بادب تمام آپ صاحبوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور بصدق دل دعا کی جاتی ہے کہ وہ قادر خدا آپ صاحبوں کے دلوں میں خود الہام کرے اور ہماری ہمدردی کا راز آپ کے دلوں پر کھول دے تا آپ اس دوستانہ تحفہ کو کسی خاص مطلب اور نفسانی غرض پر مبنی تصور نہ فرماویں۔

نائیجیریا کے سالانہ نیشنل اجتماع واقفین نو و واقفات نو کے موقع پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز پیغام

میرے پیارے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی فرزندو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ! واقفین نو نائیجیریا کا نیشنل اجتماع 17 تا 19 اپریل 2026ء کو منعقد ہو رہا ہے۔میں امید اور دعا کرتا ہوں کہ یہ اجتماع آپ سب کے لیے فائدہ مند ثابت ہو۔

آپ کے اجتماع کے مرکزی موضوع کی روشنی میں میں تمام واقفین نو اور واقفات نو کو یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلی اور بنیادی بات یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ اور اُس کے دین پر اپنے ایمان کے معیاروں کو مسلسل بلند کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُس کا قرب حاصل کر کے ہی واقفین نو حضرت مسیح موعودؑ سے کیے گئے اپنی بیعت کے عہد اور اپنے وقف کے تقاضوں کو پورا کر سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک مقام پر حقیقی ایمان اور اطاعت الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت ابراہیمؑ کی ان الفاظ میں تعریف فرمائی ہے:

وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤي (النجم:۳۸)

”اور ابراہیم (کے صحف میں) جس نے عہد کو پورا کیا۔“

قرآن کریم کے یہ الفاظ گواہی دیتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے کیے گئے اپنے عہد کو وفاداری سے پورا کیا۔آپ نے خدا تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری کی اور اللہ تعالیٰ کی خاطر سخت آزمائشوں اور مصائب کو عظیم صبر اور کامل وفاداری کے ساتھ برداشت کیا۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں ’وفادار‘ کا لقب دیا گیا۔حضرت ابراہیمؑ کی اطاعت محض ایک کہانی نہیں ہے جسے ہم سنائیں اور اس کی تعریف کریں۔ بلکہ یہ آپ سب کے لیے ایک تحریک کا ذریعہ ہونا چاہیے۔ یقیناً آپ کو اسے ایک ذاتی ہدایت سمجھنا چاہیے جو اس اطاعت کے معیار اور غیر متزلزل ایمان کو واضح کرتی ہے جو اُن لوگوں سے مطلوب ہے جو اپنی زندگیاں اپنے دین کے لیے وقف کرتے ہیں۔

جب آپ اللہ کے ساتھ ایسی مکمل وفاداری کا مظاہرہ کریں گے صرف تب ہی آپ اپنے عہد کے ساتھ انصاف کر سکتے ہیں۔ ورنہ وہ عہد اور وعدہ جو آپ نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے بے معنی ہو جائے گا۔اس کے علاوہ ہر واقف نو کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اپنے عہد کو پورا نہ کرنا کوئی چھوٹی یا معمولی بات نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو اپنے وعدے پورے نہیں کرتے وہ جوابدہ ہوں گے۔

دعا ہے کہ آپ سب قرآن کریم کی تعلیمات کے حقیقی مرتبہ اور قدر و قیمت کو پہچانیں، اپنی زندگیاں مثالی طریقے سے گزاریں اور تمام نیک کاموں میں سبقت لے جائیں۔آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 22رجون 2026)

عزیزو!! آخرت کا معاملہ تو عام لوگوں پر اکثر مخفی رہتا ہے اور انہی پر عالم عقبیٰ کا راز کھلتا ہے جو مرنے سے پہلے مرتے ہیں مگر دنیا کی بدی اور نیکی کو ہر ایک دُور اندیش عقل شناخت کر سکتی ہے۔

یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دُور نہیں ہوسکتیں اور وہ مُشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہوسکتیں وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔ پس ایک عقل مند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔ ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو بلاوطن کر دیں گے بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائے گا اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور مشیخت سے حقیر کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغ حقارت سے نہیں بچے گی اور اگر کوئی ان میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا تو اس کا نقصان وہ آپ بھی اُٹھائے گا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اس کی اس شخص کی مثال ہے کہ جو کہ ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے۔

آپ لوگ بفضلہٖ تعالیٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے ہیں۔اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقّی کرنا زیبا ہے اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے۔ دنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے کہ جو عین گرمی اور تمازتِ آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے۔ پس اس دُشوار گزار راہ کیلئے باہمی اتفاق کے اس سرد پانی کی ضرورت ہے جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر دے اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچاوے۔

ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صُلح کے لئے بلاتا ہے جب کہ دونوں کو صُلح کی بہت ضرورت ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لیکچر کے یہ وہ بصیرت افروز اقتباسات ہیں جن کو آج ہندوستان میں پھیلانے کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

❁❁❁

خطبہ حضور انور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ میں کمال درجے کا اعتدال پایا جاتا تھا اور ہر خُلق اپنے اپنے محل اور موقع پر ظاہر ہوتا تھا۔ اور ان اخلاق فاضلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت بھی فی محلہٖ تھی۔ اور ایثار بھی فی محلہٖ تھا اور کرم بھی فی محلہٖ تھا (حضرت مسیح موعودؑ)

جو مال بھی میرے پاس ہوگا مَیں اس کو تم سے ہرگز چھپا نہیں رکھوں گا۔ اور جو سوال سے بچے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اسے بچائے گا۔ اور جو دنیا کے مال سے بے نیاز ہونا چاہے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے بے نیاز کر دے گا۔ اور جو اپنے نفس پر زور ڈال کر صبر کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو صبر دے گا۔ اور صبر سے بڑھ کر وسیع اور بہتر کسی کو بھی کوئی نعمت نہیں دی گئی (ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

انصار میں سے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ خرچ کریں اور خدائے ذوالعرش کی طرف سے فقر سے نہ ڈریں۔ انصاری کی اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور خوشی آپؐ کے چہرے سے ظاہر ہونے لگی۔ پھر فرمایا: اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے

کھجوروں اور ککڑیوں کے بدلے میں سونے کے زیورات آپؐ نے عطا فرما دیے۔ یہ ہے احسن رنگ میں لَوٹانا

مَیں مسلمانوں کا ان کے رشتہ داروں سے بھی زیادہ قریبی ہوں۔ اس لیے مومنوں میں سے جو فوت ہو اور وہ قرضہ چھوڑ جائے تو اس کا ادا کرنا میرے ذمے ہے۔ اور جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں پر ہے (ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

اگر میرے پاس ان کانٹے دار درختوں کی تعداد میں مال مویشی ہوتے تو مَیں یقیناً ان کو تمہارے درمیان بانٹ دیتا۔ اور تم مجھے کبھی بخیل نہ پاتے۔ اور نہ جھوٹا۔ اور نہ بزدل (ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

’’لوگ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہت کے خواہشمند تھے۔ کیا بادشاہوں اور عوام کا ایسا ہی تعلق ہوا کرتا ہے؟ کیا کسی کی طاقت ہوتی ہے کہ بادشاہ کو اِس طرح دھکیلتا ہوا لے جائے اور اس کے گلے میں پٹکہ ڈال کر اس کو گھونٹے؟ اللہ کے رسولوں کے سوا یہ نمونہ کون دکھا سکتا ہے۔‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ تبوک میں ایک خوبصورت گھوڑا حاصل ہوا جس کی آواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت اچھی لگتی تھی۔ پھر آپؐ سے ایک انصاری نے کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں! آپؐ یہ گھوڑا مجھے عطا کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہارا ہوا

ابوسفیان کہنے لگے: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ آپؐ کریم ہیں۔ مَیں نے آپؐ سے جنگیں کی ہیں اور آپؐ کیا ہی اچھے جنگجو ہیں۔ پھر مَیں نے آپؐ سے صلح کی اور آپؐ کیا ہی اچھے صلح کرنے والے ہیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حنین کے اموالِ غنیمت دیتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے آپؐ مجھے ساری مخلوق سے زیادہ ناپسندیدہ شخصیت تھے۔ پھر آپؐ مجھے ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہو گئے (روایت)

’’آپؐ کے پاس ایک موقع پر بہت سی بھیڑ بکریاں تھیں۔ ایک کافر نے کہا کہ آپ کے پاس اس قدر بھیڑ بکری جمع ہیں کہ قیصر و کسریٰ کے پاس بھی اس قدر نہیں۔ آپؐ نے سب کی سب اس کو بخش دیں۔ وہ اسی وقت ایمان لے آیا کہ نبی کے سوا اَور کوئی اس قسم کی عظیم الشان سخاوت نہیں کر سکتا۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا یہ پہلو قابل غور ہے کہ مخالفین آپؐ اور آپؐ کی جنگوں کے متعلق یہ الزام لگاتے ہیں کہ مسلمان غریب اور مال و دولت سے محروم تھے اس لیے جنگیں شروع کی گئیں۔ اگر اس بات میں تھوڑی سی بھی حقیقت ہوتی تو جنگِ حنین کے اموالِ غنیمت کی تقسیم کچھ اَور طریقے سے ہوتی۔ لیکن یہاں تو ہم دیکھتے ہیں کہ مالِ غنیمت کا ایک بھاری حصہ تالیفِ قلب کے لیے غیروں کو دیا گیا۔ قریش کے امراء کو دیا گیا بلکہ بعض روایات کے مطابق تو سارے کا سارا مال دوسرے لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا

آپؐ نے ہوازن والوں سے لیا ہوا مال واپس کر دیا اور ان لوگوں کو بہت زیادہ عطا فرمایا یہاں تک کہ جو کچھ آپؐ نے انہیں دیا اس کی مالیت لگائی گئی تو وہ پانچ لاکھ درہم کے برابر تھی۔ ابن دحیہ کہتے ہیں یہ سخاوت کی انتہا ہے۔ ایسی سخاوت کے بارے میں کبھی سنا نہیں گیا

ہوازن کو صرف آزاد ہی نہیں کیا بلکہ انہیں نئے کپڑے بھی عطا کیے۔ کپڑوں کی خریداری کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو باقاعدہ مکہ بھیجا۔ آپؐ نے تاکیداً فرمایا: فَلَا يَخْرُجُ الْحُرُّ مِنْهُمْ إِلَّا كَاسِيًا کہ ان میں سے کوئی بھی آزاد ہونے والا بغیر لباس کے نہ جائے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایک واقعہ حکمت اور اصلاح کا خزانہ ہے

آپؐ کی جُود و سخا کے بے شمار واقعات ہیں۔ انہی میں ہمیں آپؐ کے خُلق کے دوسرے پہلو بھی نظر آتے ہیں۔...... جس طرح آپؐ کی تعلیم متوازن ہے آپؐ کا ہر عمل بھی اس کے مطابق متوازن تھا

آنحضرت ﷺ کی بے مثل جُود و سخا

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19 رجون 2026ء بمطابق 19 راحسان 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جُود و سخا کے حوالے سے اس وقت روایات پیش کروں گا۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا۔ آپؐ نے انہیں دیا۔ پھر انہوں نے آپؐ سے مانگا اور آپؐ نے انہیں دیا۔ پھر انہوں نے آپؐ سے مانگا اور آپؐ نے انہیں دیا یہاں تک کہ آپؐ کے پاس جو تھا وہ ختم ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا:

جو مال بھی میرے پاس ہوگا مَیں اس کو تم سے ہرگز چھپا نہیں رکھوں گا۔ اور جو سوال سے بچے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اسے بچائے گا۔

ساتھ سوال نہ کرنے کی نصیحت بھی فرما دی۔

اور جو دنیا کے مال سے بے نیاز ہونا چاہے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے بے نیاز کر دے گا۔ اور جو اپنے نفس پر زور ڈال کر صبر کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو صبر دے گا۔ اور صبر سے بڑھ کر وسیع اور بہتر کسی کو بھی کوئی نعمت نہیں دی گئی۔

(صحیح البخاری مترجم کتاب الزکاۃ بَابُ الِاسْتِعْفَافِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ، حدیث 1469 جلد 3 صفحہ 110 شائع کردہ نظارت اشاعت)

بعض مشکلات میں، تکلیفوں میں، ضرورتوں میں صبر کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا انعام دیتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم ایک سفر میں تھے اور میں ایک منہ زور جوان اونٹ پر سوار تھا جو میرے والد حضرت عمرؓ کا تھا اور وہ مجھے بے بس کرتا اور لوگوں سے آگے بڑھ جاتا۔ حضرت عمرؓ اسے ڈانٹتے۔ یعنی اس اونٹ پہ سختی کرتے، روکتے، اس کو آواز دیتے اور پیچھے کر دیتے۔ مارتے ہوں گے یا کچھ ڈراتے ہوں گے۔ بہرحال جو بھی طریقہ اونٹوں کو چلانے کا ہوتا ہے اس کے مطابق اس کو کہتے اور وہ اونٹ پیچھے ہو جاتا۔ پھر وہ لوگوں کی سواریوں سے آگے بڑھ جاتا اور حضرت عمرؓ اس کو ڈانٹتے اور اس احترام میں پیچھے کر دیتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے کوئی سواری یا سوار بڑھنے نہ پائے۔ حضرت عمرؓ کو یہ برداشت نہیں تھا کہ کوئی سواری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سے آگے جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ یہ اونٹ مجھے قیمتاً دے دیں۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہؐ! یہ آپ کا ہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے یہ فروخت کر دو۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں بیچ دیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبداللہ بن عمر! یہ اونٹ اب تمہارا ہے۔ اس سے جو چاہو کرو۔

(صحیح البخاری مترجم کتاب البیوع باب إذا اشتری شیئا فوھب...... حدیث نمبر 2115 جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 86 شائع کردہ نظارت اشاعت)

تحفہ دینے کا یہ بھی ایک عجیب انداز ہے۔ آپؐ نے ان پہ واضح کر دیا کہ اونٹ تو جانور ہے۔ اگر وہ اس طرح بڑھ جاتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ اب یہ اونٹ تو میری طرف سے تحفہ دیا گیا ہے اور اگر یہ سواریوں میں آگے بڑھ بھی جائے تو یہی کہا جائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفہ دیا ہوا اونٹ تھا جو آگے بڑھ گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مَیں ایک غزوہ میں تھا۔ میرے اونٹ کی رفتار سست ہو گئی اور وہ تھک گیا تو اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا: جابر! مَیں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: تمہارا کیا حال ہے؟ مَیں نے کہا: اونٹ چلنے میں سست ہو گیا ہے اور تھک گیا ہے۔ اس لیے مَیں پیچھے رہ گیا ہوں۔ تب آپؐ سواری سے اتر کر اپنی کھونٹی سے اونٹ کو کھینچنے لگے پھر فرمایا: سوار ہو جاؤ۔ تو مَیں سوار ہوا۔ مَیں نے دیکھا کہ وہ اتنا تیز ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آگے بڑھنے لگا جس پر مجھے اسے روکنا پڑا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: کیا تم نے نکاح کر لیا ہے؟ مَیں نے عرض کیا: جی ہاں۔ اس کے بعد میں آپؐ نے فرمایا: دیکھو! تم اپنے گھر پہنچنے والے ہی ہو۔ جب پہنچو تو عقلمندی سے احتیاط سے کام لینا۔ گھر میں حسن سلوک ہونا چاہیے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: کیا تم اپنا یہ اونٹ مجھے بیچو گے؟ مَیں نے کہا: جی ہاں۔ تو آپؐ نے وہ مجھ سے ایک اوقیہ چاندی پر خرید لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے مدینہ پہنچے اور مَیں اگلی صبح کو پہنچا۔ ہم مسجد میں آئے تو مَیں نے آپؐ کو مسجد کے دروازے پر پایا۔ آپؐ نے فرمایا: اب پہنچے ہو؟ مَیں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: اپنا اونٹ چھوڑ دو اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو۔ چنانچہ مَیں اندر گیا اور نماز پڑھی۔ حضرت بلالؓ سے آپؐ نے فرمایا: اسے ایک اوقیہ تول کر چاندی دے دو۔ حضرت بلالؓ نے تول کر مجھے دے دی اور تول میں ترازو کو جھکایا۔ یعنی اس سے تھوڑا سا زیادہ دیا۔ پھر میں پیٹھ موڑ کر چلا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: جابر کو میرے پاس آنے کے لیے بلاؤ۔ مَیں نے دل میں کہا اب آپ میرا اونٹ مجھے واپس کر دیں گے اور مجھے اس واپسی سے بڑھ کر اَور کوئی بات ناپسند نہیں کہ آپؐ نے اس کو خریدا ہے۔ اور مجھے واپس کر دیں۔ فرمایا: اپنا اونٹ لے لو اور اس کی قیمت بھی تمہاری ہے۔

(صحیح بخاری مترجم کتاب البیوع باب شراء الدواب...... روایت 2097 جلد 4 صفحہ 66 تا 68 شائع کردہ نظارت اشاعت)

ایک اَور روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں: اس کے بعد مَیں ایک یہودی کے پاس سے گزرا اور جب مَیں نے یہ سارا واقعہ اس کو بتایا تو وہ انتہائی متعجب ہو کر کہنے لگا: کیا انہوں نے قیمت بھی واپس کر دی اور اونٹ بھی تمہیں دے دیا؟ مَیں نے کہا: ہاں! اسی طرح ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دیے گئے اس تحفے میں اتنی برکت پڑی کہ اونٹ عہد نبویؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد اور حضرت عمرؓ کے زمانے تک زندہ رہا۔

(نجاح القاری شرح صحیح البخاری جلد 16 صفحہ 22، نجاح القاری شرح صحیح بخاری، جلد 16 صفحہ 34-35 مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

آپؐ کے نمونہ، آپؐ کی تربیت اور آپؐ کی قوّتِ قدسی کا اثر تھا جو سب صحابہؓ پہ تھا۔ حضرت خدیجہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بھی یہ اثر تھا اور اسی وجہ سے آپؓ نے بغیر کسی تنگی کے خوف سے اپنا مال آپؐ کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے اور آپؐ کچھ متفکر تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ آپؐ نے فرمایا کہ زمانہ قحط کا ہے۔ مجھے تم سے شرم آتی ہے کہ اگر مَیں نے مال خرچ کیا تو تمہارا مال ختم ہو جائے گا۔ اور اگر مَیں وہ خرچ نہ کروں تو مَیں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ حضرت خدیجہؓ نے قریش کو بلایا اور ان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی تھے۔ حضرت ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ نے دینار نکالے اور ان کا ڈھیر لگا دیا یہاں تک کہ مال کی کثرت کی وجہ سے مَیں یہ نہیں دیکھ پا رہا تھا کہ میرے سامنے کون بیٹھا ہے۔ پھر حضرت خدیجہؓ نے کہا تم گواہ رہو یہ سارا مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو اسے خرچ کر دیں اور اگر چاہیں تو اسے اپنے پاس رکھ لیں۔ انہوں نے آپؐ کی فکر دور کرنے کے لیے دے دیا کہ ٹھیک ہے آپؐ خرچ کریں۔

(تفسیر کبیر امام رازی جلد 16 جزء 31-32 صفحہ 198 تفسیر سورۃ الضحیٰ زیر آیت 8، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے کچھ مانگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے۔ تم میرے نام سے ضرورت کی چیزیں خرید لو۔ جب میرے پاس کچھ آئے گا تو مَیں اسے ادا کر دوں گا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ اسے پہلے دے چکے ہیں اور جو کی استطاعت میں نہیں اس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذمہ دار نہیں قرار ٹھہرایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی بات ناپسند فرمائی تو

انصار میں سے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ خرچ کریں اور خدائے ذوالعرش کی طرف سے فقر سے نہ ڈریں۔ انصاری کی اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور خوشی آپؐ کے چہرے سے ظاہر ہونے لگی۔ پھر فرمایا: اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔

(شمائل النبی ﷺ صفحہ 148-149 باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ حدیث 340، نور فاؤنڈیشن ربوہ)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ اہلِ صُفَّہ مسلمانوں کے مہمان ہوتے۔ نہ گھر بار تھا کہ وہاں جا کر آرام کرتے اور نہ کوئی ایسا تھا کہ جس کے پاس جا کر وہ رہتے۔ جب آپؐ کے پاس کوئی صدقہ آتا تو آپؐ ان کو بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے۔ ویسے بھی صدقہ آپؐ لیتے نہیں تھے کیونکہ حرام تھا۔ وہ صدقہ دوسروں، غریبوں کے لیے تھا۔ اور جب آپؐ کے پاس کوئی ہدیہ آتا تو پھر آپؐ اہل صفہ کو بلا بھیجتے اور تحفہ جب آتا تو اس میں سے خود بھی کچھ لیتے اور اس میں سے ان کو بھی دیتے۔

(صحیح البخاری مترجم کتاب الرقاق حدیث نمبر 6452 جلد 15 صفحہ 222 شائع کردہ نظارت اشاعت)

جُود و سخا کے ساتھ آپؐ کے ہمدردی اور تربیت کے بھی کیا اعلیٰ معیار تھے۔

اس بارے میں ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بدو نے آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ضرورت سے متعلق سوال کیا۔ راوی ہیں عکرمہ۔ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں وہ دیت کے معاملہ میں مدد مانگنے کے لیے آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ عطا فرمایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: کیا مَیں تم سے حسن سلوک سے پیش آیا ہوں؟ اس پر اس بدو نے کہا: نہیں! آپؐ نے میرے سے اچھا سلوک نہیں کیا۔ بعض مسلمانوں نے غصے میں آ کر اس کی طرف لپکنے کا ارادہ کیا، پکڑنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارے سے روک دیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر گھر تشریف لے گئے اور آپؐ نے اس بدو کو گھر بلایا اور اسے فرمایا تُو ہمارے پاس آیا اور تُو نے ہم سے مانگا اور ہم نے تجھے عطا کیا اور تُو نے وہ کہا جو تم نے کہا۔ تمہیں پتا ہے تم نے کیا کہا کہ مَیں نے

انصاف نہیں کیا۔ پھر رسول اللہؐ نے اسے گھر سے مزید عطا فرمایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: کیا اب مَیں نے تیرے ساتھ حسن سلوک کیا ہے؟ بدو نے کہا: جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کے گھر والوں اور قبیلے والوں کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ تم ہمارے پاس آئے اور ہم سے مانگا تو ہم نے تمہیں عطا کیا۔ لیکن تمہارے جی میں جو آیا وہ تم نے بغیر سوچے سمجھے کہہ دیا اور میرے صحابہؓ کے دل میں تمہاری اس بات سے تمہارے متعلق کچھ غصہ پایا جاتا ہے۔ پس اب تم جب باہر جاؤ تو ان کے سامنے وہ بیان کر دینا جو تم نے میرے سامنے بیان کیا ہے تا کہ جو ان کے سینوں میں ہے وہ جاتا رہے۔ یعنی اب اس نے کہا تھا کہ آپؐ نے انصاف کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب وہ بدو آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا یہ ساتھی ہمارے پاس آیا اور ہم سے اس نے مانگا تو ہم نے اسے عطا کیا اور جو اس کے جی میں آیا وہ اس نے کہہ دیا۔ ہم نے اسے بلایا اور مزید عطا کیا۔ اور اس کا کہنا ہے کہ وہ اب خوش ہو گیا ہے۔ کیا ایسا ہی ہے؟ اس بدو نے جواب دیا کہ جی ہاں! اور اللہ آپؐ کو، گھر اور قبیلے والوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور اس بدو کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کی اونٹنی ہو اور وہ بدک کر بھاگ جائے اور لوگ اس کے پیچھے دوڑیں جس سے وہ اونٹنی مزید بدک جائے۔ اس پر اونٹنی کا مالک کہے کہ مجھے اور میری اونٹنی کو چھوڑ دو کیونکہ مَیں اس کے ساتھ زیادہ نرمی کے ساتھ سلوک کرنے والا ہوں اور اس کا زیادہ علم رکھتا ہوں کس طرح اونٹنی کو پکڑنا ہے۔ تم اس کے پیچھے دوڑو گے تو وہ اَور بِدکے گی۔ پھر اونٹنی کا مالک اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے لیے کچھ گھاس لے کر اسے اپنی طرف بلایا۔ ہاتھ میں گھاس پکڑا اور اونٹنی کی طرف آیا یہاں تک کہ وہ اس کی طرف آجائے اور اس پر کجاوہ ڈال کر سوار ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا: گھاس کھانے کی طرف اونٹنی آتی ہے۔ وہ اس کو دیکھ کے آئے گی اور جب قریب آئے گی تو وہ کجاوہ ڈال دے گا۔ پھر فرمایا کہ

اگر مَیں اس وقت تمہاری بات مان لیتا جب تم لوگوں نے کہا تھا کہ اس بدّو پہ سختی کرو جب اس بدّو نے سخت کلمات کہے تھے اور تمہیں اس پر سختی کرنے دیتا تو وہ آگ میں داخل ہو جاتا۔ لیکن میں نے اسے بچا لیا اور اب وہ خوش بھی ہو گیا ہے۔

(مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 413-414 کتاب علامات النبوۃ باب فی حسن خلقہ وحیاۂ حدیث نمبر 14193، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

یہ آپؐ کے دینے کے انداز تھے۔ گھر میں بھی لے گئے۔ گھر سے جا کے دیا۔ باہر لا کے بھی دے سکتے تھے لیکن دکھا دیا کہ دیکھو! میرے گھر میں بھی کوئی ایسے عیش و عشرت کے سامان نہیں ہیں لیکن جو ہے وہ مَیں تمہیں دے رہا ہوں اور اس بدو کی بھی تسلی ہو گئی۔

حضرت رُبَیِّعْ بنتِ مُعَوِّذْ بنِ عَفْرَاءؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے والد معوذ بن عفراء نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاع تازہ کھجوریں دے کر بھیجا جس کے اوپر چھوٹی چھوٹی ککڑیاں رکھی ہوئی تھیں، تریں تھیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ککڑی پسند فرماتے تھے۔ اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے زیورات آ چکے تھے۔ آپؐ نے ان زیوروں میں سے اپنی ایک مٹھی بھر کر مجھے عطا فرما دیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میری ہتھیلی بھر زیور یا سونا عطا فرمایا اور پھر فرمایا کہ اسے پہن لو۔

(مجمع الزوائد کتاب علاماۃ النبوہ باب فی جودہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد 8 صفحہ 410 حدیث 14182-14183 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

کھجوروں اور ککڑیوں کے بدلے میں سونے کے زیورات آپؐ نے عطا فرما دیے۔ یہ ہے احسن رنگ میں لوٹانا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کسی ایسے شخص کا جنازہ آتا جس پر قرضہ ہوتا تو آپؐ پوچھتے آیا اس نے اپنا قرضہ چکانے کے لیے کچھ مال چھوڑا ہے؟ اگر لوگ کہتے ہاں تو آپؐ اس پر نماز جنازہ پڑھتے ورنہ مسلمانوں سے کہتے تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ جب اللہ نے آپؐ کو فتوحات دیں تو آپؐ نے فرمایا:

مَیں مسلمانوں کا ان کے رشتہ داروں سے بھی زیادہ قریبی ہوں۔ اس لیے مومنوں میں سے جو فوت ہو اور وہ قرضہ چھوڑ جائے تو اس کا ادا کرنا میرے ذمے ہے۔ اور جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں پر ہے۔

(صحیح البخاری مترجم کتاب الکفالۃ، بَابُ الدین حدیث 2298 جلد 4 صفحہ 280 شائع کردہ نظارت اشاعت)

قرضہ ہے تو اسے مَیں ادا کروں گا۔ لیکن اگر وراثت میں مال چھوڑا ہے تو پھر وہ وارثوں کا ہے۔

عبداللہ ھَوْزَنِی نے بیان کیا۔ مَیں حضرت بلالؓ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن ہیں حلب کے مقام پر ملا۔ مَیں نے کہا اے بلال! مجھے بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خرچ کس طرح ہوتا تھا؟ انہوں نے کہا کہ آپؐ کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا۔ مَیں ہی آپؐ کی طرف سے انتظام کرتا تھا۔ جب آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اس وقت سے جب سے مَیں نے بیعت کی مَیں ہی انتظام کرتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ جب آپؐ کے پاس کوئی مسلمان آتا اور آپؐ دیکھتے کہ اس کے پاس لباس نہیں ہے تو آپؐ مجھے حکم دیتے۔ مَیں جاتا اور قرض لے کر اس کے لیے چادر خریدتا اور اسے پہناتا اور اسے کھانا کھلاتا یہاں تک کہ مشرکین میں سے ایک آدمی مجھے ملا اور اس نے کہا کہ اے بلال! میرے پاس مال کی فراخی ہے۔ تم صرف مجھ سے قرض لیا کرو۔ پھر مَیں ایسا ہی کرتا رہا۔ کہتے ہیں ایک دن میں نے وضو کیا پھر میں اذان دینے کے لیے کھڑا ہوا تو وہی مشرک تاجروں کی جماعت کے ساتھ آ پہنچا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: اے حبشی! مَیں نے کہا: جی۔ اس نے میری طرف کراہت سے دیکھا اور مجھے سخت الفاظ سے مخاطب کیا۔ مجھے کہنے لگا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے درمیان اور مہینے کے درمیان کتنے دن باقی ہیں؟ یعنی قرض لینے کا جو معاہدہ کیا تھا بتایا تھا کہ فلاں تاریخ تک ادا کر دوں گا یا ایک مہینے میں ادا کر دوں گا۔ تو اس نے کہا کہ تمہیں پتہ ہے کتنے دن باقی رہ گئے ہیں؟ حضرت بلالؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا کہ مجھے پتہ ہے وہ قریب ہے۔ قریب ہی دن آ گئے ہیں۔ تو اس نے کہا: تیرے اور اس کے درمیان صرف چار دن باقی ہیں۔ یہ قرضہ ادا کرنے کا جو دن شرط مقرر ہوئی ہے اس میں صرف چار دن باقی ہیں۔ اور جو تمہارے ذمے ہے اس کی وجہ سے مَیں تمہیں پکڑوں گا اور تمہیں دوبارہ اس حالت میں لوٹا دوں گا کہ تو بھیڑ بکریاں چرائے گا جیسا کہ تُو اس سے پہلے تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں وہ حالت پیدا ہوئی جو لوگوں کے دل میں ہوتی ہے۔ حضرت بلالؓ کہتے ہیں بڑی رِقّت کی حالت پیدا ہو گئی یہاں تک کہ مَیں نے عشاء کی نماز پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے پاس واپس تشریف لائے۔ مَیں نے آپؐ کے پاس آنے کے لیے اجازت چاہی۔ آپؐ نے مجھے اجازت دی۔ رات کو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا تو مَیں نے کہا یا رسول اللہؐ! میرا باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں۔ وہ مشرک جس سے مَیں قرض لیتا تھا اس نے مجھے یہ یہ کہا ہے اور آپؐ کے پاس وہ نہیں ہے جو آپؐ میری طرف سے ادا کر سکیں کیونکہ آپؐ کہتے تھے کہ فلاں کو لے دو، فلاں کو لے دو اور مَیں آپ کے لیے قرض لے کے دیتا تھا تو اب نہ آپؐ کے پاس ہے اور نہ میرے پاس ہے اور وہ مجھے ذلیل کرنے والا ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ مَیں ان قبائل میں سے کسی قبیلے کی طرف جو مسلمان ہو گئے ہیں چلا جاؤں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دے جو میری طرف سے ادا ہو جائے۔ کہتے ہیں مَیں نکلا یہاں تک کہ مَیں اپنے گھر پہنچا۔ وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کے مَیں گھر آیا۔ اپنی تلوار اور اپنی تھیلی اور اپنی جوتی اور اپنی ڈھال اپنے سر کے پاس رکھی کہ صبح اٹھتے ہی جب پہلی صبح پھوٹتی تو مَیں یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔ یہ مَیں نے ارادہ کیا۔ کہتے ہیں کہ صبح ایک آدمی دوڑتا ہوا مجھے بلا رہا تھا کہ اے بلال! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ کہتے ہیں مَیں چلا اور بجائے سفر کرنے کے جب آپؐ نے بلایا تو مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ چار اونٹنیاں سامان سے لدی ہوئی تھیں۔ مَیں نے جانے کی اجازت چاہی کہ یا رسول اللہؐ! مَیں اب سفر پہ جا رہا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ادائیگی کا سامان کر دیا ہے۔ پھر فرمایا: کیا تم نے چار بٹھائی ہوئی اونٹنیاں نہیں دیکھیں؟ مَیں نے کہا کیوں نہیں دیکھیں۔ آپؐ نے فرمایا: ان کی گردنیں اور جو کچھ ان پر ہے وہ تمہارے لیے ہے۔ یعنی وہ اونٹنیاں بھی تمہاری ہیں اور ان پہ جو مال ہے وہ بھی تمہارا ہے۔ ان پر کپڑے ہیں اور غلّہ ہے جو فدک کے رئیس نے مجھے تحفۃً بھیجی ہیں۔ ان کو لے لو اور اپنا قرضہ ادا کرو۔ حضرت بلالؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے ایسا ہی کیا۔ پھر مَیں مسجد کی طرف گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ مَیں نے آپؐ کو سلام کیا۔ آپؐ نے فرمایا: جو معاملہ تمہیں درپیش تھا اس کا کیا بنا؟ مَیں نے کہا: ہر چیز جس کی ادائیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تھی اللہ تعالیٰ نے اس کی ادائیگی کر دی اور کوئی ادائیگی باقی نہیں رہی۔ آپؐ نے پوچھا: کیا کچھ باقی بچا ہے؟ مَیں نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: دیکھو! تم مجھے اس مال سے راحت دلاؤ یعنی کہ جو بچا ہے اس سے بھی راحت دلاؤ اور اس کو غریبوں پر خرچ کر دو کیونکہ مَیں اپنے گھر والوں کے پاس نہیں جاؤں گا جب تک کہ تم اس کو دے کر مجھے راحت نہ پہنچاؤ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء پڑھی مجھے بلایا اور فرمایا: اس کا کیا کیا جو تمہیں درپیش تھا؟ یعنی جو مال باقی بچ گیا تھا۔ تقسیم کے لیے کہا تھا اس کا کیا ہوا؟ حضرت بلالؓ کہتے ہیں: مَیں نے عرض کیا کہ کوئی ہمارے پاس لینے کے لیے آیا ہی نہیں۔ وہ میرے پاس اسی طرح پڑا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات مسجد میں ہی گزاری۔ آپؐ نے کہا اچھا پھر مَیں بھی گھر نہیں جاؤں گا مسجد میں ہی رہوں گا۔ اگلے دن آپؐ نے جب عشاء کی نماز پڑھی آپؐ نے مجھے بلایا اور فرمایا: جو تمہیں درپیش ہے اس کا کیا بنا؟ وہ کہتے ہیں مَیں نے عرض کیا؛ اے اللہ کے رسولؐ! اللہ نے آپؐ کو اس کی طرف سے راحت پہنچا دی ہے۔ آپؐ نے اللہ کی بڑائی اور اس کی حمد بیان کی۔ یعنی مال تقسیم ہو گیا ہے۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اس کی حمد کی اس ڈر سے کہ آپؐ کی وفات آ جائے اور وہ مال آپؐ کے پاس ہو۔ حضرت بلالؓ کہتے ہیں کہ پھر مَیں آپ کے پیچھے پیچھے گیا یہاں تک کہ آپؐ اپنی ازواجِ مطہرات کے پاس گئے اور ہر ایک کو سلام کیا۔ پھر آپؐ اس جگہ آ گئے جہاں آپؐ نے رات گزارنی تھی۔

(سنن ابی داوٗد، کِتَاب الْخَرَاجِ…، بَابٌ فِي الْإِمَامِ يَقْبَلُ هَدَايَا الْمُشْرِكِينَ، حدیث 3055)

حضرت ام سُنْبُلہؓ بیان کرتی ہیں کہ مَیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ہدیہ لے کر حاضر ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات نے اسے لینے سے انکار کر دیا اور کہا ہم ہدیہ قبول نہیں کرتیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: امّ سُنْبُلہ کا ہدیہ قبول کرو کیونکہ وہ ہمارے دیہات والوں میں سے ہے اور ہم اس کے شہر والوں میں سے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہدیہ قبول فرمایا اور انہیں فلاں فلاں وادی عطا فرمائی۔ (اسد الغابہ جلد 7 صفحہ 336 دارالکتب العلمیۃ 1994ء) یعنی وہ ہدیہ بھی لیا اور پھر اس کو تحفے کے طور پر ایک پورا علاقہ دے دیا جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوا ہے۔

آپؐ تھوڑے تحفے کے بدلے میں بھی بے انتہا نوازا کرتے تھے۔

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کو جہاں تک ان کا گھوڑا پہنچ سکے زمین بطور جاگیر دینے کا حکم فرمایا کہ ٹھیک ہے اپنے گھوڑے کو دوڑاؤ اور جہاں پہنچ کے وہ رک جائے وہ سارا علاقہ تمہارا ہے۔ فتوحات کے بعد بڑا وسیع علاقہ آ گیا تھا۔ تو انہوں نے اپنا گھوڑا دوڑایا یہاں تک کہ وہ کھڑا ہو گیا، ایک جگہ آ کے رک گیا۔ جب وہ رک گیا تو کچھ اَور چاہتے تھے کہ وہ بھی مل جائے تو انہوں نے ہاتھ میں جو کوڑا تھا وہ پھینکا۔ وہ کافی دُور تک گیا تو آپؐ نے

فرمایا: اسے اس حد تک زمین دے دو جہاں تک اس کا کوڑا پہنچ گیا ہے۔ یعنی کہ جہاں تک اس نے گھوڑے سے وہ کوڑا پھینکا تھا وہاں تک زمین اس کو دے دو۔

(سنن ابوداؤد کتاب الخراج… باب فی إقطاع الأرضین حدیث 3072)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے۔ آپؐ کے ساتھ اَور لوگ بھی تھے۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب آپؐ حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ بعض بدوی لوگ راستے ہی میں آپؐ سے لپٹ گئے اور آپؐ سے مانگنے لگے۔ انہوں نے آپؐ کو اتنا مجبور کیا کہ آپؐ کو ایک ببول کے درخت کی طرف ہٹنا پڑا جس سے آپؐ کی چادر درخت میں اٹک گئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ جب چادر اٹک گئی تو انہوں نے کھینچنی شروع کی تو آپؐ کی گردن پہ نشان بھی پڑ گئے۔ آپؐ نے فرمایا: میری چادر دے دو۔ اور

اگر میرے پاس ان کانٹے دار درختوں کی تعداد میں مال مویشی ہوتے تو مَیں یقیناً ان کو تمہارے درمیان بانٹ دیتا۔ اور تم مجھے کبھی بخیل نہ پاتے۔ اور نہ جھوٹا۔ اور نہ بزدل۔

(صحیح بخاری مترجم کتاب الجہاد والسیر، باب الشجاعۃ فی الحرب والجبن حدیث 2821، جلد 5 صفحہ 185 نظارت اشاعت ربوہ، الؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 352-353 مکتبہ دار السلام الریاض)

اس واقعے کو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے لکھا ہے کہ فتح مکہ اور غزوہ حنین ''سے فارغ ہونے کے بعد وہ اموال جو مغلوب دشمنوں کے جرمانوں اور میدانِ جنگ میں چھوڑی ہوئی چیزوں سے جمع ہوئے تھے حسبِ دستور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلامی لشکر میں تقسیم کرنے تھے لیکن اس موقع پر آپ نے بجائے ان اموال کو مسلمانوں میں تقسیم کرنے کے مکہ اور اِردگرد کے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ ان لوگوں کے اندر ابھی ایمان تو پیدا نہیں ہوا تھا۔ بہت سے تو ابھی کافر ہی تھے اور جو مسلمان تھے وہ بھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ یہ ان کے لیے بالکل نئی چیز تھی کہ ایک قوم اپنا مال دوسرے لوگوں میں بانٹ رہی ہے۔ اِس مال کی تقسیم سے بجائے ان کے دل میں نیکی اور تقویٰ پیدا ہونے کے حرص اَور بھی بڑھ گئی'' ان کی۔ ''انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمگھٹا ڈال لیا اور مزید مطالبات کے ساتھ آپ کو تنگ کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ دھکیلتے ہوئے وہ آپ کو ایک درخت تک لے گئے اور ایک شخص نے تو آپؐ کی چادر جو آپ کے کندھوں پر رکھی ہوئی تھی پکڑ کر اِس طرح مروڑنی شروع کی کہ آپ کا سانس رکنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا:

اے لوگو! اگر میرے پاس کچھ اَور ہوتا تو مَیں وہ بھی تمہیں دے دیتا۔ تم مجھے کبھی بخیل یا بزدل نہیں پاؤ گے۔

پھر آپؐ اپنی اونٹنی کے پاس گئے اور اس کا ایک بال توڑا اور اسے اونچا کیا اور فرمایا: اے لوگو! مجھے تمہارے مالوں میں سے اِس بال کے برابر بھی ضرورت نہیں سوائے اس پانچویں حصہ کے جو عرب کے قانون کے مطابق حکومت کا حصہ ہے اور وہ پانچواں حصہ بھی مَیں اپنی ذات پر خرچ نہیں کرتا بلکہ وہ بھی تمہیں لوگوں کے کاموں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اور یاد رکھو کہ خیانت کرنے والا انسان قیامت کے دن خدا کے حضور اس خیانت کی وجہ سے ذلیل ہوگا۔

آپؓ نے یہ واقعہ بیان کر کے تبصرہ کرتے ہوئے آگے یہ لکھا ہوا ہے کہ لوگ کہتے ہیں'' کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہت کے خواہشمند تھے۔ کیا بادشاہوں اور عوام کا ایسا ہی تعلق ہوا کرتا ہے؟ کیا کسی کی طاقت ہوتی ہے کہ بادشاہ کو اِس طرح دھکیلتا ہوا لے جائے اور اس کے گلے میں پٹکہ ڈال کر اس کو گھونٹے؟ اللہ کے رسولوں کے سوا یہ نمونہ کون دکھا سکتا ہے۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 357-358)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ تبوک میں ایک خوبصورت گھوڑا حاصل ہوا جس کی آواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت اچھی لگتی تھی۔ پھر آپؐ سے ایک انصاری نے کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں! آپؐ یہ گھوڑا مجھے عطا کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہارا ہوا۔

(شرف المصطفیٰ، الجزء 3 صفحہ 299، جامع ابواب ما کان للنبی ﷺ من الازواج و الامتاع، فصل: ذکر خیل رسول اللہ ﷺ، حدیث 1040۔ دار البشائر الاسلامیۃ، طبع اول 2003ء)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس بیماری میں جس میں آپؐ کی وفات ہوئی فرمایا: اے عائشہ! سونے کا کیا بنا؟ وہ سونے کے پانچ یا سات یا آٹھ نو سکّے آپؐ کی خدمت میں لے کر آئیں جو گھر میں موجود تھے۔ آپؐ نے ان کو اپنے ہاتھ میں الٹتے ہوئے فرمایا:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیا گمان ہوگا کہ وہ اللہ سے ملے اور یہ سونا اس کے پاس ہو۔ اے عائشہ! انہیں خرچ کر دو۔ یعنی یہ بانٹ دو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 53، مسند عائشہؓ حدیث 24726، عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنے گھر میں آ کر پوچھا کہ ہمارے گھر میں کیا ہے؟ عائشہؓ نے دو اشرفیاں نکال کر دیں اور کہا کہ یہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیلی پر رکھ لیں اور کہا کہ

کیا حال ہے اس نبی کا جو پیچھے دو اشرفیاں چھوڑ جائے اور پھر اسی وقت تقسیم کر دیں۔''

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 281، ایڈیشن 2022ء)

حُنَین کے اموالِ غنیمت کی تفصیل

میں بیان ہوا ہے کہ وہاں مالِ غنیمت میں چھ ہزار (6000) غلام اور لونڈیاں ملیں۔ بعض روایات میں آٹھ ہزار (8000) بھی بیان کیا جاتا ہے۔ چوبیس ہزار (24000) اونٹ ملے۔ چالیس ہزار (40000) سے زائد بھیڑ بکریاں۔ اور چار ہزار (4000) اوقیہ چاندی جو قریباً چار سو نوّے (490) کلوگرام بنتی ہے۔ ایک اوقیہ ساڑھے دس تولے کے برابر ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت تقسیم کرنے کی ابتدا کی تو آغاز تالیفِ قلبی سے کیا۔ یہ عرب کے بڑے لوگ تھے اور اپنے اپنے قبیلوں میں شرف و بزرگی کا مقام رکھتے تھے۔ آپؐ نے ان کو مانوس کرنے کے لیے عطایا دیے۔ آپؐ نے ان میں سے کسی کو ایک سو اونٹ دیے، کسی کو پچاس اونٹ دیے، چاندی اور غلام اس کے علاوہ تھے۔ ابو سفیان بن حرب کو ایک سو اونٹ دیے۔ ابوسفیان جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چاندی کا ڈھیر لگا ہوا دیکھ کر کہنے لگے یا رسول اللہؐ! آپ تو قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہو گئے ہیں تو آپؐ مسکرا دیے اور ابوسفیان کو چالیس اوقیہ چاندی اور ایک سو اونٹ دیے۔ ابوسفیان نے کہا: میرے بیٹے یزید کو بھی عطا فرمائیں۔ آپؐ نے ان کے لیے بھی چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دیے جانے کا ارشاد فرمایا۔ یہ یزید ابوسفیان کا بیٹا تھا۔ بدنامِ زمانہ یزید جس کے متعلق کہا جاتا ہے وہ بیٹا نہیں وہ ابوسفیان کا پوتا تھا۔ یعنی وہ حضرت معاویہ کا بیٹا تھا۔ بہرحال ابوسفیان کہنے لگے یا رسول اللہؐ! میرے دوسرے بیٹے معاویہ کو بھی کچھ دیں۔ آپؐ نے ان کے لیے بھی چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دینے کا ارشاد فرمایا۔ اس پر

ابوسفیان کہنے لگے: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ آپؐ کریم ہیں۔ مَیں نے آپؐ سے جنگیں کی ہیں اور آپؐ کیا ہی اچھے جنگجو ہیں۔ پھر مَیں نے آپؐ سے صلح کی اور آپؐ کیا ہی اچھے صلح کرنے والے ہیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

(شرح العلامۃ الزرقانی جلد 4 صفحہ 18-19، سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 396، دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 9 صفحہ 289 بزم اقبال لاہور، غزوہ حنین از باشمیل صفحہ 273-274، غزوہ حنین از باشمیل صفحہ 217، فرہنگ سیرت زیر لفظ اوقیہ صفحہ 49)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش و عطا سے فیضیاب ہونے والوں میں سے مکہ کا ایک سردار صَفْوَان بن اُمَیَّہ بھی تھا۔

یہ وہی صفوان تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے لیے زرہیں اور ہتھیار مستعار لیے تھے اور یہ مشرک ہونے کی حالت میں ہی غزوۂ حنین میں بھی شامل ہوا تھا۔ لیکن اسی جنگ میں اس کے دل کی کایا پلٹنے لگی اور جب مالِ غنیمت کی تقسیم کا وقت آیا تو آپؐ نے اس کو سو اونٹ عطا فرمائے اور صحیح مسلم کی روایت کے مطابق تین سو اونٹ عطا فرمائے۔

ایک اَور روایت ہے کہ انہی دنوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی سے گزرے جس میں مالِ غنیمت کے اونٹ اور بکریاں تھیں اور وہ وادی ان اونٹوں اور بکریوں سے بھری ہوئی تھی۔

صفوان اس قدر مال دیکھ کر حیرت زدہ ہو کر دیکھنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو وَہْب! یہ صفوان کی کنیت تھی۔ اس گھاٹی نے تجھے تعجب میں ڈال دیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ سارا مال تمہارا ہوا۔ تم لے لو۔ صفوان نے بے ساختہ کہا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے نبی ہیں کیونکہ اس طرح کی عطا کوئی نبی ہی کر سکتا ہے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق صفوان بن امیہ خود بیان کرتے ہیں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حنین کے اموالِ غنیمت دیتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے آپؐ مجھے ساری مخلوق سے زیادہ ناپسندیدہ شخصیت تھے۔ پھر آپؐ مجھے ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

الغرض آپؐ مختلف سرداران عرب کو عطا فرماتے رہے ان سب کی تعداد پچاس سے زائد بیان کی جاتی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل، باب فی سخاءٖ ﷺ حدیث نمبر 2313، دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 9 صفحہ 236-237 بزم اقبال لاہور، شرح زرقانی جلد 4 صفحہ 21 دار الکتب العلمیۃ، الؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 341 مکتبہ دار السلام الریاض، سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 396 دار الکتب العلمیۃ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں:

''آپؐ کے پاس ایک موقع پر بہت سی بھیڑ بکریاں تھیں۔ ایک کافر نے کہا کہ آپ کے پاس اس قدر بھیڑ بکری جمع ہیں کہ قیصر و کسریٰ کے پاس بھی اس قدر نہیں۔ آپؐ نے سب کی سب اس کو بخش دیں وہ اسی وقت ایمان لے آیا کہ نبی کے سوا اَور کوئی اس قسم کی عظیم الشان سخاوت نہیں کر سکتا۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 425 ایڈیشن 2022ء)

بہرحال اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابتؓ کو باقی لوگوں کے بلانے کا ارشاد فرمایا اور مالِ غنیمت میں جو باقی مال بچ گیا تھا وہ ان میں تقسیم فرمایا اور ہر ایک کے حصے میں چار اونٹ یا چالیس بکریاں آئیں اور یوں آپؐ نے وہ مالِ غنیمت جو ابھی تک کا سب سے زیادہ مال تھا سارے کا سارا لوگوں میں تقسیم فرما دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا یہ پہلو قابلِ غور ہے کہ مخالفین آپؐ اور آپؐ کی جنگوں کے متعلق یہ الزام لگاتے ہیں کہ مسلمان غریب اور مال و دولت سے محروم تھے اس لیے جنگیں شروع کی

گئیں۔ اگر اس بات میں تھوڑی سی بھی حقیقت ہوتی تو جنگِ حنین کے اموالِ غنیمت کی تقسیم کچھ اَور طریقے سے ہوتی۔ لیکن یہاں تو ہم دیکھتے ہیں کہ مالِ غنیمت کا ایک بھاری حصہ تالیفِ قلب کے لیے غیروں کو دیا گیا۔ قریش کے امراء کو دیا گیا بلکہ بعض روایات کے مطابق تو سارے کا سارا مال دوسرے لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

(شرح زرقانی جلد 4 صفحہ 27 دارالکتب العلمیۃ بیروت، غزوہ حنین از باشمیل صفحہ 270، دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 9 صفحہ 289، 322۔323، ماخوذ از سیرت النبیؐ از شبلی نعمانی حصہ اول صفحہ 396، حصہ چہارم صفحہ 247 مکتبہ اسلامیہ 2012ء)

گو اس میں کچھ اَور مصالح بھی ہوں گی، مصلحتیں ہوں گی۔ لیکن یہ تو دنیا نے دیکھ لیا کہ آپؐ نے اپنے لیے کچھ بھی نہ رکھا بلکہ اپنے جاں نثار اور وفادار ساتھیوں یعنی انصارِ مدینہ کو بھی اس مالِ غنیمت میں سے کچھ نہ دیا یا بہت کم دیا۔

غزوۂ حنین کے دن ایک عورت آئی تو اس نے چند اشعار پڑھے جن میں اس نے قبیلہ ھوازن میں آپؐ کی رضاعت کے دنوں کا ذکر کیا۔ پس

آپؐ نے ھوازن والوں سے لیا ہوا مال واپس کر دیا اور ان لوگوں کو بہت زیادہ عطا فرمایا یہاں تک کہ جو کچھ آپؐ نے انہیں دیا اس کی مالیت لگائی گئی تو وہ پانچ لاکھ درہم کے برابر تھی۔ ابن دِحیہ کہتے ہیں یہ سخاوت کی انتہا ہے۔ ایسی سخاوت کے بارے میں کبھی سنا نہیں گیا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 7 صفحہ 51 دارالکتب العلمیۃ 1993ء)

جب ھَوازِن کے نمائندے مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے آپؐ سے درخواست کی کہ ان کے مال اور ان کے قیدی ان کو واپس کر دیے جائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: سچی بات مجھے بہت پسندیدہ ہے۔ دو باتوں میں سے ایک اختیار کر لو۔ قیدی واپس لے لو یا مال۔ اور مَیں نے تو جِعرَانہ میں ان کا انتظار کیا تھا۔ اور فی الواقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف سے لوٹے تو دس سے کچھ زائد راتیں ان کا انتظار کرتے رہے کہ وہ آئیں اور اپنے مال اور قیدیوں کا مطالبہ کریں۔ جب انہیں اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں واپس دینے کے نہیں مگر دو میں سے ایک شے دیں گے تو انہوں نے کہا پھر ہم اپنے قیدی ہی لے لیں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف کی جو اس کے شایان ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: تمہارے یہ بھائی ہمارے پاس توبہ کر کے آئے ہیں اور مَیں نے مناسب سمجھا کہ ان کے قیدی انہیں واپس کر دوں۔ پس جو شخص تم میں سے خوشی سے واپس کرنا چاہے تو واپس کر دے اور جو تم میں سے یہ چاہے کہ وہ اپنے حصے پر ہی قائم رہے تو وہ بھی واپس کر دے ہم اس کو اس کا حصہ غنیمت سے جو اللہ ہمیں بعد میں دے گا دے دیں گے۔ لوگوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہم نے اپنی خوشی سے یہ قیدی یوں ہی دے دیے۔ ہمیں کوئی حصے کی ضرورت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں پتہ نہیں کہ تم میں سے کس نے اس کی اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی۔ تم لوٹ جاؤ اور تمہارے سردار تمہارا فیصلہ ہمارے سامنے پیش کریں۔ اس پر لوگ چلے گئے۔ یہاں آپؐ نے بڑی احتیاط کی کہ اپنے سرداروں کو بھیجو۔ ان کے ذریعے بتاؤ کہ تم واقعی قیدی واپس کر رہے ہو۔ اور ان کے سربراہوں نے ان سے گفتگو کی۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لَوٹ کر آئے اور انہوں نے آپؐ کو بتایا کہ

سب لوگوں نے خوشی سے مانا ہے اور اجازت دی ہے کہ قیدی واپس کر دیے جائیں اور یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی معاوضے کے ھوازن کے قیدی آزاد کیے۔

(صحیح البخاری مترجم کتاب الوکالۃ بَابُ إِذَا وَهَبَ شَيْئًا لِوَكِيلٍ...... حدیث نمبر 2307۔2308 جلد 4 صفحہ 292 تا 294 شائع کردہ نظارت اشاعت)

انہیں صرف آزاد ہی نہیں کیا بلکہ انہیں نئے کپڑے بھی عطا کیے۔ کپڑوں کی خریداری کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو باقاعدہ مکہ بھیجا۔ آپؐ نے تاکیداً فرمایا: فَلَا يَخْرُجُ الْحُرُّ مِنْهُمْ إِلَّا كَاسِيًا کہ ان میں سے کوئی بھی آزاد ہونے والا بغیر لباس کے نہ جائے۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد 03 صفحہ 181 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غزوۂ حنین کے دن لوگ آئے اور مانگنے لگے۔ آپؐ نے انہیں اپنی بکری، بھیڑ اور اونٹوں میں سے مال دیا یہاں تک کہ کچھ باقی نہ رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟ کیا تم چاہتے ہو کہ میں بخیل بن جاؤں؟ واللہ! مَیں نہ بخیل ہوں۔ نہ ڈرپوک۔ اور نہ جھوٹ بولنے والا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 7 صفحہ 53 دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

اس پہلو سے ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جُود و سخا بھی بے محل نہیں ہوا کرتا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپؐ مانگنے والوں کو دیا کرتے تھے اور کبھی انکار نہیں فرماتے تھے لیکن کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگنے والوں کو حکیمانہ انداز میں روکا بھی ہے اور اس میں کئی مصالح کارفرما ہوا کرتے تھے۔

مثلاً ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اموال تقسیم فرما رہے تھے اور لوگوں کو دیے جا رہے تھے اور ایک شخص کو نظر انداز فرما رہے تھے اور اس کو کچھ نہیں دیا۔ حضرت سعد بن وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص مجھے ان دوسرے لوگوں سے زیادہ پسند تھا۔ مَیں چاہتا تھا کہ بجائے دوسروں کے اس کو ملے تو مَیں نے کہا یا رسول اللہؐ! آپ نے فلاں کو کیوں چھوڑ دیا؟ بخدا! مَیں تو اسے مومن سمجھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا مسلم۔ حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ مَیں اس پر تھوڑی دیر خاموش رہا۔ پھر جو کچھ مَیں اس کے متعلق جانتا تھا اس نے مجھے مجبور کیا اور مَیں نے پھر اپنی بات دہرائی اور عرض کیا آپؐ نے فلاں کو چھوڑ دیا ہے۔ بخدا! مَیں تو اسے مومن ہی سمجھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: یا مسلم۔ پھر جو کچھ مَیں اس کے متعلق جانتا تھا اس نے مجھے مجبور کیا اور مَیں نے اپنی بات دہرائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جواب دیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے سعد! مَیں ایک شخص کو دیتا ہوں مبادہ کہ اللہ تعالیٰ اسے آگ میں نہ گرا دے حالانکہ وہ دوسرا شخص مجھے اس سے زیادہ پیارا ہوتا ہے۔

(صحیح البخاری مترجم کتاب الایمان باب اذا لم یکن الاسلام...... حدیث نمبر 27 جلد 1 صفحہ 68۔69)

تم ٹھیک کہتے ہو لیکن اس میں اَور الصلوٰۃ بھی مصلحتیں ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے مَیں دیتا ہوں تا کہ ان کے ایمان تھوڑے سے مضبوط ہو جائیں۔ بعض لوگ تحفے لے کے یا دنیاوی فائدہ اٹھا کر ہی اپنے ایمان پہ قائم ہوتے ہیں جس طرح بہت ساری مثالیں پہلے پیش کی گئی ہیں۔

حضرت زین العابدین سید ولی اللہ شاہ صاحبؓ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ مُؤْمِنًا اور مُسْلِمًا۔ امام بخاری اس میں جو حدیث لائے ہیں اس سے انہوں نے ایمان اور اسلام کے درمیان اصل فرق کو واضح کیا ہے۔ یعنی ایمان باطنی کیفیت کا نام ہے جبکہ اسلام کا تعلق ظاہر سے ہے۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادب سکھلایا ہے کہ کسی کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرنے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ اندرونے کا علم یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کو ہے جس صحابی کو آپؐ نے دینا مناسب نہ سمجھا وہ حضرت جُعَیل بن سُراقہؓ مخلص مہاجر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے محبت رکھتے تھے مگر باوجود اس کے آپؐ نے حضرت سعدؓ کے بار بار زور دینے پر انہیں یہ ادب سکھلایا اور اس فرق کو ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی جو درحقیقت ایمان اور اسلام کے درمیان ہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمزور لوگوں کا بھی خیال رکھنے کی تعلیم دی ہے تا ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے ٹھوکر کھائیں۔ ایک کمزور پودا جس نگرانی کا محتاج ہوتا ہے بڑا درخت اس قدر محتاج نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ایمان کو ٹھوکر سے بچانے کے لیے ذرا ذرا سی بات کا خیال رکھا۔ اس امر میں بعض نادان لوگ بہت غلط رویّہ اختیار کرتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ایک ٹھوکر کھانے والے انسان کو ہر ایسے امر سے بچائے رکھیں جو ٹھوکر کا موجب ہوتا ہے وہ خود اس کی ٹھوکر کا باعث بن جاتے ہیں اور بجائے مشفقانہ رویّہ اختیار کرنے کے ان کمزوروں کے ایمان پر علی الاعلان حملہ کرتے ہیں۔ یہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے اور اس طرح ان کو اَور دھکا دے دیتے ہیں۔ کمزور ایمان اَور زیادہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ پس یہ چیز ہمیں یاد رکھنی چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امر میں اس قدر احتیاط سے کام لیتے کہ دوسرے کے سامنے کسی کے ایمان کی خاص طور پر تعریف کرنے سے بھی منع فرماتے تھے۔ نہ صرف اس لیے کہ بعض وقت منہ پر تعریف کرنا اس شخص کے لیے نقصان کا موجب ہوتا ہے جس کی تعریف کی جاتی ہے بلکہ ایک قسم کے مقابلے سے بعض وقت گویا دوسرے کے ایمان اور رویّے پر بھی حملہ ہوتا ہے۔ آپؐ نے اس ایک واقعہ میں چار سبق سکھلائے ہیں۔ شاہ صاحبؓ لکھتے ہیں کہ چار سبق یہ ہیں کہ اسلام و ایمان میں فرق کہ اسلام لانے میں اور ایمان لانے میں کیا فرق ہے۔ ایک ظاہری چیز ہے، ایک دل کا معاملہ ہے۔ نمبر دو یہ ہے کہ الفاظ کا برمحل استعمال کرنا کہ کس طرح موقع پر کون سا لفظ استعمال کرنا ہے۔ پھر تیسری چیز یہ ہے کہ مؤلفۃ القلوب کا خیال رکھنا۔ یعنی تالیف قلب کے حساب سے دیکھنا کہ کس سے کس کو کیا فائدہ ہوتا ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کسی کی بے سوچے سمجھے ایسے طور سے تعریف نہ کرنا کہ دوسروں کے ایمان یا رویے پر حملہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایک واقعہ حکمت اور اصلاح کا خزانہ ہے۔

(ماخوذ از صحیح البخاری مترجم جلد 1 صفحہ 70 شائع کردہ نظارت اشاعت)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

ان میں کمال درجے کا اعتدال پایا جاتا تھا اور ہر خلق اپنے اپنے محل اور موقع پر ظاہر ہوتا تھا۔ اور ان اخلاق فاضلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت بھی فی محلّہٖ تھی۔ موقع محل کے حساب سے تھی۔ اور ایثار بھی فی محلّہٖ تھا اور کرم بھی فی محلّہٖ تھا۔

(ماخوذ از براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد 01 صفحہ 194، 195)

آپؐ کی جود و سخا کے بے شمار واقعات ہیں۔ انہی میں ہمیں آپؐ کے خُلق کے دوسرے پہلو بھی نظر آتے ہیں۔

بہرحال

جس طرح آپؐ کی تعلیم متوازن ہے آپؐ کا ہر عمل بھی اس کے مطابق متوازن تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپؐ کی سیرت کے ہر پہلو پر غور کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپؐ کے اسوہ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہم چلانے والے ہوں۔

☆......☆......☆

خطبہ حضور انور

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت رؤوف ورحیم تھے۔سخی تھے۔مہمان نواز تھے۔اشجع الناس تھے۔ابتلاؤں کے وقت جبکہ لوگوں کے دل بیٹھے جاتے تھے آپؑ شیر نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔عفو،چشم پوشی،فیاضی،خاکساری،وفاداری،سادگی،عشقِ الٰہی،محبتِ رسولؐ،ادبِ بزرگانِ دین،ایفاءِ عہد،حسنِ معاشرت،وقار،غیرت،ہمت،اولو العزمی،خوش روئی اور کشادہ پیشانی آپؑ کے ممتاز اخلاق تھے......مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں نے آپؑ سے بہتر،آپؑ سے زیادہ خوش اخلاق،آپؑ سے زیادہ نیک،آپؑ سے زیادہ بزرگانہ شفقت رکھنے والا،آپؑ سے زیادہ اللہ اور رسولؐ کی محبت میں غرق رہنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔آپؑ ایک نور تھے جو انسانوں کے لیے دنیا پر ظاہر ہوا اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی۔‘‘ (حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ)

اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی ہمیں غریب پروری اور جُود وسخا کے بہت سے واقعات ملتے ہیں

آپؑ نے ایک ایسی ماں کی گود میں پرورش پائی جنہوں نے آپؑ کو اعلیٰ اخلاق بھی سکھائے اور یوں جہاں اللہ تعالیٰ نے خود آپؑ کی فطرت میں نیکی پیدا فرمائی وہاں آپؑ کو اپنی والدہ کی طرف سے بھی نیک ماحول میسر آیا

جو تنخواہ مرزا صاحبؒ لاتے محلہ کی بیوگان اور محتاجوں کو تقسیم کر دیتے۔کپڑے بنوا دیتے یا نقد دے دیتے اور اپنے لیے صرف کھانے کا خرچ رکھ لیتے

جُود وعطا کے متعلق......جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کو دیکھتے ہیں اور ان واقعات اور حالات پر نظر کرتے ہیں جو ہمارے سامنے پیش آئے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ اس خلق عظیم سے حصہ وافر دیے گئے تھے اور یہ طرزِ عمل آپؑ کی زندگی میں اس وقت سے پایا جاتا ہے جب سے آپؑ نے ہوش سنبھالا تھا

سائل کو آپؑ کبھی بھی ردّ نہ کرتے تھے۔آپؑ کی زندگی اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ۔اور جہاں تک سوالی کا تعلق ہے تو اسے مت جھڑک،کی ایک عملی تفسیر تھی

یہ بھی آپؑ کا معمول تھا کہ سائل کو زیادہ دیر انتظار میں نہ رکھتے تھے

صدقہ وخیرات تو آپؑ کی عادت میں بہت تھا اور عام طور پر آپؑ کا معمول تھا کہ 10 / 1 حصہ صدقہ کر دیتے

حضرت مسیح موعودؑ صدقہ بہت دیا کرتے تھے اور عموماً ایسا خفیہ دیتے کہ ہمیں بھی پتہ نہیں لگتا تھا (روایت حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا)

جیسے آپؑ کی عادت تھی کہ سائل کو کبھی ردّ نہ کرتے تھے اور جس طرح پر آپؑ بدوں سوال کرنے کے بھی اہل حاجت کی امداد فرماتے۔

یہ بھی آپؑ کی عادت شریف میں تھا کہ آپؑ سوال کی باریک در باریک صورتوں کو بھی خوب سمجھتے تھے اور ایسے موقع پر بھی اپنی عطا سے کام لیتے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی داد ودہش اور جُود وسخا کے متعلق مَیں تو ایک ہی بات کہتا ہوں کہ آپؑ تھوڑا دینا جانتے ہی نہ تھے (ایک روایت)

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساویؓ نہایت بے تکلّفی سے جیسے بیٹا باپ سے جا کر کہتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ بے تکلّفی سے عرض کر دیتے کہ اس قدر خرچ ہو گیا ہے اور حضرتؑ فوراً ادا فرما دیتے۔اس قسم کی شاہانہ اور مربیانہ فیاضیاں آپؑ کی ہوتی تھیں

آپؑ اپنی بیماری کی شدید ترین حالتوں میں بھی اپنے خدام کی جائز درخواستوں کو پورا کرنے کے لیے تیار رہتے تھے اور عوام کے نفع اور بھلائی کے لیے تکلیف کی بھی پروانہ کرتے تھے

آپؑ کے طرزِ عمل سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ بعض اوقات آپؑ دوستوں کی خوشیوں میں فیاضانہ حصہ لیتے تھے اور یہ طریق آپؑ کا اظہارِ محبت اور جُود وعطاء کی شان رکھتا تھا

ارشاد باری تعالیٰ اور اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی غریب پروری اور جُود وسخا کے ایمان افروز واقعات

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26 جون 2026ء بمطابق 26 احسان 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک،اسلام آباد،ٹلفورڈ (سرے)،یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ- بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ-

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ○ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ○ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ○

اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی ہمیں غریب پروری اور جُود وسخا کے بہت سے واقعات ملتے ہیں

اور آپؑ کے دعویٰ کے بعد سے ہی نہیں بلکہ آپؑ کی زندگی کے ابتدائی حصے اور جوانی کی عمر میں بھی ہمیں آپؑ کے اعلیٰ اخلاق کے واقعات ملتے ہیں۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی جس ماں کی گود میں پرورش فرمائی ان کی زندگی کو بھی ہم دیکھتے ہیں تو وہاں بھی ہمیں غریب پروری اور جُود وسخا کے واقعات ملتے ہیں۔گویا

آپؑ نے ایک ایسی ماں کی گود میں پرورش پائی جنہوں نے آپؑ کو اعلیٰ اخلاق بھی سکھائے اور یوں جہاں اللہ تعالیٰ نے خود آپؑ کی فطرت میں نیکی پیدا فرمائی وہاں آپؑ کو اپنی والدہ کی طرف سے بھی نیک ماحول میسر آیا۔

چنانچہ آپؑ کی والدہ کی اس جُود وسخا کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ تحریر کرتے ہیں کہ ’’حضرت مائی چراغ بی بی صاحبہ‘‘ یعنی والدہ ماجدہ حضرت اقدس علیہ السلام‘‘ کا خاندان موضع آئمہ ضلع ہوشیار پور میں

ایک معزز اور صحیح النسب مغل خاندان تھا۔ آپ کی طبیعت میں جُود وسخا اور مہمان نوازی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ایک عفت وعصمت کی دیوی خاتون میں جو صفاتِ عالیہ ہونے چاہئیں وہ آپ میں موجود تھے۔ وہ ہمیشہ بشاش اور متین حالت میں رہتی تھیں۔ مہمان نوازی کے لیے ان کے دل میں نہایت جوش اور سینہ میں وسعت تھی۔ وہ لوگ جنہوں نے ان کی فیاضیاں اور مہمان نوازیاں دیکھی ہیں ان میں سے بعض اس وقت تک زندہ ہیں'' جب حضرت مولوی یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھ رہے ہیں اور کہتے ہیں وہ اس وقت تک زندہ ہیں۔ ''وہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں اگر باہر سے یہ اطلاع ملتی کہ چار آدمیوں کے لیے کھانا مطلوب ہے'' مہمان آئے ہیں چار آدمی ''تو اندر سے جب کھانا جاتا تو وہ آٹھ آدمیوں سے بھی زائد کے لیے بھیجا جاتا'' تاکہ اگر اَور بھی کوئی آجائیں ساتھ بیٹھے ہوں تو وہ بھی کھا لیں ''اور مہمانوں کے آنے سے انہیں بہت خوشی ہوتی۔'' پھر یہ لکھتے ہیں کہ ''اپنے شہر کے غرباء وضعفاء کا خصوصیت سے خیال رکھتی تھیں اور ان کے معمولات میں ایک یہ خاص بات تھی کہ غرباء کے مُردوں کو کفن ان کے ہاں سے ملتا تھا۔'' اگر کوئی غریب آدمی فوت ہوتا تو اس کے کفن دفن کا انتظام کرتیں۔ ''غرضیکہ غرباء کی ہمدردی اور دستگیری کی وجہ سے وہ سب کے لیے ایک طرح پر مادرِ مہربان تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تربیت میں حضرت والدہ مکرمہ کی ان صفات واخلاق نے خاص اثر پیدا کیا اور چونکہ آپؑ ایک عظیم الشان کنبہ کے مالک ہونے والے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے شروع ہی سے ان صفاتِ عالیہ کے پیدا کرنے کے لیے ان کے واسطے یہ سامان کیا کہ ایک ایسی مادرِ شفیق کی گود میں انہیں رکھا جو ہمدردی عامۃ الناس اور مہمان نوازی اور جُود وسخا میں اپنی نظیر آپ تھیں۔ اس طرح پر گویا آپؑ نے ان صفات کو شیرِ مادر کے ساتھ پیا۔ استغنا، شجاعت اور جرأت، صاف گوئی کے صفات آپؑ کو والد ماجد کی طرف سے ملے تھے تو مہمان نوازی، جُود وسخا اور ہمدردی عامۃ الناس حضرت والدہ مکرمہ کی طرف سے عطا ہوئی تھیں۔'' (حیات احمدؑ از یعقوب علی عرفانی صاحبؓ جلد 1 حصہ دوم صفحہ 218-217)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جوانی کی عمر میں جُود وسخا کے اپنے جو واقعات ملتے ہیں

اس بارے میں حضرت میاں اللہ یار صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ''جس وقت حضورؑ سیالکوٹ میں ملازم تھے ایک دفعہ حضورؑ کے لیے حضورؑ کی والدہ نے دو پوشاکیں'' یعنی کپڑے جوڑے ''اور کچھ پِنّیاں ایک شخص منگل حجام کے ہاتھ روانہ کیں۔ منگل آتی دفعہ ہمارے گاؤں سے گزرا تھا'' جب واپس آیا تو یہ میاں اللہ یار صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہمارے گاؤں سے گزرا۔ ''اس نے ہمیں بتایا کہ جب مَیں یہ چیزیں لے کر سیالکوٹ گیا اور حضورؑ کے آگے رکھ دیں تو حضورؑ نے فرمایا: جو تیرے حصہ میں آتا ہے تم لے لو اور جو میرا حصہ ہے مجھے دے دو۔ مَیں نے کہا کہ حضورؑ یہ آپ کے لیے ہیں۔ اماں جان نے'' آپؑ کی والدہ نے ''آپؑ کے لیے بھیجی ہیں۔ فرمایا تُو اتنی دُور اٹھا کر لایا ہے'' یہ ساری چیزیں ''تم اپنا نصف حصہ ضرور لے لو۔ خیر مجھے ایک پوشاک'' ایک جوڑا کپڑوں کا ''اور کچھ پِنّیاں دے دیں اور فرمایا کہ اماں جان کو جا کر کہنا کہ مجھے یہاں سے جلد واپس منگوا لیں۔ میرا دل یہاں نہیں لگتا۔ لوگ ناجائز کاموں میں زندگی بسر کرتے ہیں اور میرا دل ان کو دیکھ کر کُڑھتا ہے۔'' (روایات اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 230)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ''مَیں ...... سیالکوٹ میں تھا وہاں مجھے مائی حیات بی بی صاحبہ بنت فضل دین صاحب جو کہ حافظ محمد شفیع صاحب قاری کی والدہ ماجدہ ہیں سے ملنے کو موقع ملا...... مائی صاحبہ نے بتلایا کہ پہلے مرزا صاحب اسی محلہ میں ایک چوبارہ میں رہا کرتے تھے جو ہمارے موجودہ مکان واقع محلہ جھنڈانوالہ سے ملحق ہے۔ جب وہ چوبارہ گر گیا تو پھر مرزا صاحب میرے باپ کے مکان واقع محلہ کشمیری میں چلے گئے...... '' تو کہتی ہیں جب ہمارے گھر میں آئے تو مَیں نے دیکھا کہ ''گھر میں وہ کسی سے نہیں ملتے۔ اور نیز انہوں نے بتلایا کہ

جو تنخواہ مرزا صاحبؑ لاتے محلہ کی بیوگان اور محتاجوں کو تقسیم کر دیتے۔ کپڑے بنوا دیتے یا نقد دے دیتے تھے اور صرف کھانے کا خرچ رکھ لیتے'' اپنے لیے۔ (سیرت المہدی جلد 1 حصہ سوم صفحہ 594-595 روایت 625)

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ تحریر کرتے ہیں کہ

''جُود وعطا کے متعلق ...... جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کو دیکھتے ہیں اور ان واقعات اور حالات پر نظر کرتے ہیں جو ہمارے سامنے پیش آئے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ اس خُلُقِ عظیم سے حصہ وافر دیے گئے تھے اور یہ طرزِ عمل آپؑ کی زندگی میں اس وقت سے پایا جاتا ہے جب سے آپؑ نے ہوش سنبھالا تھا۔''

بہت بچپن اور جوانی سے۔ ''یہ نہیں کہ مامور ہو جانے کے بعد آپؑ سے اس قسم کے اخلاق کا صدور کسی تکلّف سے ہوتا تھا بلکہ آپؑ کی طبیعت کا ایک جزو تھا۔ اس قسم کے اخلاق بعض وقت بالکل مخفی ہوتے ہیں اور بعض اوقات ایسے طور پر بھی ان کا صدور قدرتی طور پر ہو جاتا تھا کہ دوسروں کو علم ہو جاوے۔ آپؑ کا عام رجحان اسی طرف تھا کہ مخفی رہے'' کوئی نیکی آپؑ کریں تو وہ چھپی رہے۔ ''چنانچہ ابتدائی زندگی کے واقعات جُود وسخا عموماً مخفی رہتے تھے۔ اس لیے کہ آپؑ ایک گوشہ گزین تھے اور مخفی طور پر...... آپؑ بعض لوگوں سے اس وقت کے حسبِ حال سلوک کیا کرتے تھے لیکن جب خدا تعالیٰ نے آپؑ کو پبلک میں نکالا'' مامور فرمایا ''اور لوگوں کی آمد ورفت کثرت سے ہونے لگی اور آپؑ کے حالات پبلک ہونے لگے تو ان واقعات کے دیکھنے والے اور بیان کرنے والے بھی پیدا ہو گئے......'' یہ لکھتے ہیں کہ

''سائل کو'' سوالی کو ''آپؑ کبھی بھی ردّ نہ کرتے تھے۔ آپؑ کی زندگی اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡہَرۡ۔'' اور جہاں تک سوالی کا تعلق ہے تو اسے مت جھڑک۔'' کی ایک عملی تفسیر تھی۔

حضرت مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایسا ہوا کہ نمازِ عصر کے بعد آپؑ معمولاً اٹھے اور مسجد کی کھڑکی میں اندر جانے کے لیے پاؤں رکھا۔ اتنے میں ایک سائل نے آہستہ سے کہا کہ مَیں سوالی ہوں۔ حضرتؑ کو اس وقت ایک ضروری کام بھی تھا اور کچھ اس کی آواز دوسرے لوگوں کی آوازوں میں مِل جُل گئی تھی جو نماز کے بعد اٹھے اور عادتاً آپس میں کوئی نہ کوئی بات کرتے تھے۔ غرض حضرتؑ سرزدہ اندر چلے گئے'' یعنی بے خبری میں توجہ نہیں دی اور اندر چلے گئے۔ آواز اگر ہلکی سی کان میں پڑی بھی تھی تو اپنے دوسرے کام کی مصروفیت دماغ میں تھی اس لیے توجہ نہیں دی اور چلے گئے ''اور التفات نہ کیا مگر جب نیچے گئے وہی دھیمی آواز جو کان میں پڑی تھی اب اس نے اپنا نمایاں اثر آپؑ کے قلب پر کیا۔'' لیکن اندر جا کے پھر آپؑ کو احساس ہوا کہ ایک آواز مَیں نے کوئی ایسی سنی تھی۔ کسی نے کہا تھا مَیں سوالی ہوں۔ بڑا دل پہ اثر ہوا آپؑ کے۔ آپؑ ''جلد واپس تشریف لائے اور خلیفہ نور الدین صاحب کو آواز دی کہ ایک سائل تھا اسے دیکھو۔'' سوالی تھا ''کہاں ہے؟ وہ سائل آپ کے جانے کے بعد چلا گیا تھا۔ خلیفہ صاحب نے ہر چند ڈھونڈا پتہ نہ ملا۔'' یہ خلیفہ نور الدین صاحبؓ کشمیر کے تھے۔ بہرحال کہتے ہیں ''شام کو حسبِ عادت نماز پڑھ کر بیٹھے وہی سائل آ گیا اور سوال کیا۔ حضرتؑ نے بہت جلدی جیب سے کچھ نکال کر اس کے ہاتھ میں رکھ دیا اور اب ایسا معلوم ہوا کہ آپؑ ایسے خوش ہوئے ہیں کہ گویا کوئی بوجھ آپؑ کے اوپر سے اتر گیا ہے۔ چند روز کے بعد...... ذکر کیا کہ

اس دن جو وہ سائل نہ ملا میرے دل پر ایسا بوجھ تھا کہ مجھے سخت بے قرار کر رکھا تھا اور مَیں ڈرتا تھا کہ مجھ سے معصیت سرزد ہوئی ہے کہ مَیں نے سائل کی طرف دھیان نہیں کیا اور یوں جلدی اندر چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ شام کو واپس آ گیا ورنہ خدا جانے مَیں کس اضطراب میں پڑا رہتا اور مَیں نے دعا بھی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اسے واپس لائے۔''

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ دوم صفحہ 285-286)

اسی طرح حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ اپنی سیرت میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''قادیان کے قریب ستھیالی ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو قادیان سے قریباً چھ میل کے فاصلہ پر ہوگا۔ وہاں سے ایک جٹ فقیر آیا کرتا تھا اس کے دیکھنے والے بہت لوگ اب تک موجود ہیں۔ وہ مسجد مبارک کی چھت کے نیچے آ کر کھڑکی کے پاس آواز لگایا کرتا تھا جو بیت الفکر کی مغربی دیوار میں ہے۔ اس کی آواز یہ ہوتی تھی غلام احمد! ایک روپیہ لینا ہے...... اور وہ وہاں بیٹھ جاتا تھا۔ حضرت صاحبؑ کسی کام میں بعض اوقات مصروف ہوتے اور آپؑ کی توجہ اس میں ہوتی'' اس کام میں ''اور آپؑ اس کی آواز کو نہ سن سکتے تو وہ ہر تھوڑی دیر کے بعد آوازیں لگاتا۔ اکثر لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتا'' یہ کیا بیٹھا یہاں تنگ کر رہا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ''اور کوئی اسے ٹوکتا تو وہ کہہ دیتا کہ مَیں تمہارے پاس آیا ہوں؟ میں تو غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے مانگتا ہوں۔ حضرت اقدسؑ کو اگر معلوم ہو جاتا کہ کسی نے اسے کچھ کہا ہے تو آپؑ ناپسند فرماتے اور ہنستے ہوئے اس کو روپیہ دے دیا کرتے اور

یہ بھی آپؑ کا معمول تھا کہ سائل کو زیادہ دیر انتظار میں نہ رکھتے تھے۔''

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ دوم صفحہ 292)

حضرت چودھری عبداللہ خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ''ایک دفعہ سیر سے واپس آتے ہوئے جب حضورؑ مکان میں داخل ہونے لگے تو ایک لنگوٹی پوش درویش نے آواز دی'' فقیر تھا۔ بعض ایسے لباس پہنتے ہیں جو گویا کہ ہمارے پاس لباس نہیں ہے۔ یہی ان کے لیے وہ مجاہدہ ہوتا ہے۔ بہرحال کہتے ہیں اس نے آواز دی کہ ''داتا داتا! کچھ دے۔ حضورؑ نے فرمایا: اللہ داتا ہے۔ اور یہ کہہ کر اندر داخل ہو گئے۔'' اس نے داتا کہا تھا۔ حضور نے فرمایا اللہ داتا ہے۔ ''اس نے پھر آواز دی: داتا اللہ ہی ہے آپ کچھ دیں۔ حضورؑ نے کچھ بھیج دیا'' اس کے لیے۔ بہرحال اس بات سے اس کی تربیت کیا ہونی تھی لیکن اس بات سے آپؑ نے اپنوں کو سبق دے دیا کہ ہماری باتوں میں ہلکا سا بھی شائبہ، شرک کا نہیں ہونا چاہیے۔

(روایات اصحاب احمد جلد 5 صفحہ 298)

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ تحریر فرماتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ ایک سائل آیا۔ اس نے قادیان میں ایک پھیری لگا دی وہ صبح کو اٹھتا اور حضرت میر حامد شاہ صاحبؓ مرحوم کی نظم۔'' پھیری لگانے کا مطلب ہے گاؤں میں، سڑکوں پہ پھرتا، یہ نظم کے شعر پڑھتا۔

''ہوا ناصر خدا تیرا مرے اے قادیاں والے
ہمیں بخشی اماں تُو نے ہے اے دار الاماں والے''

بہرحال یہ ''پڑھا کرتا تھا اور کبھی کبھی'' ساتھ یہ بھی پڑھ دیا کرتا تھا کہ

''ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم پڑھتا۔ تمام قادیان میں چکر لگاتا۔ جب وہ دوسری نظم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑھا کرتا تو حضرت مخدوم الملت مولانا مولوی عبدالکریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت ناگوار ہوتا۔ وہ فرمایا کرتے کہ یہ اس نظم کا اہل نہیں کیونکہ یہ نظم ایک حقیقت اور حال ہے'' بہت گہرائی ہے اس میں۔ ''جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے وجود میں پائی جاتی ہے۔'' یہ حال، یہ حقیقت جو اس نظم میں بیان ہوئی ہے وہ تو عام آدمی میں ہو ہی نہیں سکتی۔ ''جو کچھ اس نظم میں بیان کیا گیا ہے'' کہا کرتے تھے کہ ''مَیں کسی دوسرے کے منہ سے غیرت کی وجہ سے سن ہی نہیں سکتا چہ جائیکہ اس قسم کا عامی سائل پڑھتا پھرے۔'' ایک عام آدمی فقیر اس قسم کی نظمیں پڑھے۔ بہت غصہ چڑھتا تھا مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو۔ تو بہرحال کہتے ہیں: ''یہ تو مخدوم الملت کی اس محبت اور عشق کی کیفیت ہے جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھا۔ بہرحال اس سائل نے قادیان میں ایک چکر لگایا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عرصہ میں متعدد مرتبہ اس کو بہت کچھ دیا لیکن وہ کہتا تھا میرا پیالہ بھر دو۔ چنانچہ عید کے دن وہ بہت بڑا پیالہ لے کر آ گیا اور مسجد میں دروازہ کے قریب چادر بچھا کر بیٹھ گیا اور جب حضرت صاحبؑ تشریف لائے تو سوال کیا کہ میرا پیالہ بھر دو۔ حضرت اقدسؑ نے اس میں ایک روپیہ ڈالا۔ اس روپیہ کا ڈالنا تھا کہ روپوں کا مینہ برس گیا اور مختلف قسم کے سکّوں سے اس کا پیالہ بھر دیا گیا۔ جب حضرت صاحبؑ نے اس کا سوال سنا تو متبسّم ہوئے اور اس حالت میں وہ روپیہ ڈالا۔''

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ دوم صفحہ 293-292)

بہرحال آپؑ کے ڈالنے سے پھر جو آپؑ کے ماننے والے تھے انہوں نے بھی اس کی کچھ نہ کچھ سکّوں سے مدد کی اور اس طرح اس کا پیالہ بھر گیا۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھتے ہیں کہ " جب حضورؑ آخری مرتبہ 1905ء میں دہلی تشریف لے گئے تو ایک روز آپؑ دہلی کے مزارات وغیرہ پر جانے کے ارادے سے نکلے۔ کسی نے بیان کیا کہ حضورؑ! اس طرف راستہ میں اس قدر گداگر ہوتے ہیں کہ گزرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: آج ہم چلتے ہیں۔ ہم سب کو دیں گے۔ "جتنے بھی مانگنے والے بیٹھے ہیں سب کو دیں گے۔" یہ معمولی عزم اور حوصلہ نہ تھا۔ آپؑ حقیقت میں اس امر کے لیے تیار تھے کہ جو کوئی بھی مانگے گا اسے دیں گے۔ جس کثرت سے گداگروں کا ہونا بتایا گیا تھا اس قدر تو ملے نہیں۔ بعض ملے اور ہر ایک نے اپنے سوال کا جواب عملی طور پر حاصل کیا " آپؑ نے ہر ایک کی مدد کی جتنے بھی ملے۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ سوم صفحہ 308)

حضرت حافظ احمد اللہ صاحب ناگپوریؓ کہتے ہیں کہ "ایک دن حضورؑ گول کمرہ میں تشریف فرما تھے۔ تقریباً بیس یا پچیس آدمی وہاں موجود تھے۔ حضورؑ کچھ تقریر فرما رہے تھے کہ ایک فقیر آیا اور زور سے سوال کیا۔ " کہتے ہیں "مجھے ناگوار معلوم ہوا کہ حضورؑ کی آواز میں مخل ہوتا ہے " آپؑ بات کر رہے ہیں اور یہ دخل اندازی کر رہا ہے۔ "مَیں نے دروازہ بند کر دیا۔ "مَیں اٹھا، دروازہ بند کر دیا۔ "حضورؑ کی نظر پڑ گئی۔ آپؑ نے تقریر بند کر کے مجھے فرمایا: جاؤ اٹھ کر اندر دروازہ پر دستک دے کر اس سائل کو اندر سے کچھ دلواؤ "یعنی آپؑ نے فرمایا کہ دروازہ کیوں بند کیا ہے؟ اب تم جاؤ، گھر کے اندر۔ اندر آواز دو اور وہاں سے کچھ لے کر اس سوالی کو دو۔ اور گھر سے منگوا کر پھر آپؑ نے اس کی مدد کی اور آپؑ نے یہی فرمایا کہ "اور ایسا کرنا اچھا نہیں کہ سائل کے سوال پر دروازہ بند کر دو۔ "یہ بڑی غلط بات ہے کہ سائل سوال کرے اور تم دروازہ بند کر دو۔

(سیرت احمدؑ از قدرت اللہ سنوری صاحب صفحہ 88-87)

حضرت بابو غلام محمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں: "ایک سارنگی والا مراثی حضورؑ کے پاس بطور سائل دروازہ مکان پر پہنچا۔ حضورؑ نے اسے چونّی دی۔ اوپر سے میر ناصر نواب صاحبؓ آ گئے۔ حضرت صاحب علیہ السلام اندر جا چکے تھے۔ میر صاحبؓ نے اسے دیکھ کر" سارنگی بجانے کی وجہ سے "بہت ڈانٹ ڈپٹ کی اور کہا کہ خبردار جو کبھی پھر یہاں آئے۔ دوسرے دن پھر وہ آ گیا۔ حضرت صاحب علیہ السلام اسے دینے کے لیے باہر آئے تو آگے دیکھا کہ سائل غائب ہے۔ اس نے کہیں میر صاحبؓ کی شکل دیکھ لی تھی۔" اس کو میر صاحبؓ کی کل کی ڈانٹ یاد تھی۔ وہ دوڑ گیا وہاں سے۔ تو آپؑ نے "کسی کو فرمایا کہ جاؤ اس سارنگی والے سائل کو تلاش کرو۔ کہاں گیا۔ کسی نے کہا کہ حضور! وہ تو بھاگ گیا ہے۔ فرمایا: جاؤ تم بھی بھاگ کر اسے بلا لاؤ۔ خیر وہ آیا اور میر صاحبؓ کو دیکھ کر ڈرا۔ حضرت صاحبؑ نے میر صاحبؓ کو فرمایا کہ میر صاحب! یہ بیچارہ کیا کرے۔ اسے اَور تو کوئی کسب آتا ہی نہیں۔" کام آتا ہی نہیں، کیا کرے یہ۔ سارنگی بجاتا ہے۔ باجا بجاتا رہتا ہے "آپ اسے کوئی کسب سکھا دیں" کوئی کام اسے سکھا دیں "یہ پھر نہیں بجایا کرے گا۔" اس کو کوئی روزگار مہیا کر دیں۔ "پھر اس میراثی کو تنہائی میں فرمایا" علیحدگی میں آپؑ نے فرمایا "کہ جتنے روز تم یہاں رہو سارنگی نہ بجایا کرو۔ میر صاحب مارتے ہیں۔" ان کو غصہ آتا ہے کہیں تمہیں مار ہی نہ دیں۔ کوئی ایک دو چپیڑیں نہ کہیں لگا دیں۔ بہر حال تم باجا نہ بجایا کرو یہاں۔ "چپکے سے زنجیر ہلا دیا کرو" دروازے کی کنڈی "مَیں تمہیں کچھ نہ کچھ دے دیا کروں گا۔ چنانچہ جب تک وہ قادیان میں رہا چار آنے روز لے جاتا رہا۔"

(روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 247)

حضرت سید فضل شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں: "ایک فقیر کو عادت تھی کہ حضرت صاحبؑ کے پاس آ کر کبھی کہتا ایک آنہ دلواؤ۔ کبھی کہتا دو آنہ۔ کبھی آٹھ آنہ۔ غرض وہ کچھ یقین کر کے مانگا کرتا۔ اگر حضرت صاحبؑ کسی کام یا بات میں مشغول ہوتے۔ وہ بار بار کہتا اور لے کر ہی پیچھا چھوڑتا۔" کبھی پیچھا نہیں چھوڑتا تھا "پھر حضرت صاحبؑ اس کے خوب واقف ہو گئے۔ جب وہ آتا اور جتنے پیسے مانگتا آپؑ اتنے ہی دے دیتے اور فرمایا کرتے یہ تو اتنے لیے بغیر ٹلنے کا ہی نہیں۔ اس کو اتنے ہی دو جتنے یہ مانگتا ہے۔"

(سیرت احمدؑ از قدرت اللہ سنوری صاحب صفحہ 152)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ تحریر فرماتے ہیں کہ "مَیں 1898ء سے مستقل طور پر حضرتؑ کی خدمت میں آ گیا اور 1892ء سے قادیان آتا تھا۔ میرے سامنے اکثر لوگوں نے سوال کیا۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپؑ نے سائل کو تانبے کا سکّہ یعنی پیسہ دیا ہو۔ آپؑ ہمیشہ چاندی کا سکّہ دیتے تھے" سوال کرنے والے کو۔ اس وقت کی کرنسی کے مطابق تانبے کا سکہ ایک پیسہ تھا۔ دو پیسے اور نصف آنے تک ہوتے تھے۔ اور چاندی کے سکے ایک آنہ دو آنے اور بڑے coin ہوتے تھے۔ چونّی وغیرہ کی قدر کے ہوتے تھے۔ گو کے اس زمانے میں ایک پیسہ اور دو پیسے کی بھی ایک قیمت ہوتی تھی لیکن آپ علیہ السلام آنہ دو آنے یا اس سے بھی زیادہ خیرات میں دیتے جو کہ ایک معقول رقم ہوتی تھی "اور علی العموم معمولی سائل کو بھی ایک روپیہ دے دیتے تھے۔ ایک غیر احمدی فقیر نے ایک مرتبہ حضرتؑ کی خدمت میں آ کر سوال کیا کہ مَیں جنگل میں ایک کنواں لگوانا چاہتا ہوں۔ وہاں مسافروں کو اس سے آرام ملے گا اور وہ پانی پئیں گے۔ کہتے ہیں حضرتؑ نے اس کو اس غرض کے لیے دو سو روپیہ دے دیا"

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ سوم صفحہ 308)

کہ لوگوں کی خدمت کے لیے تم یہ کام کر رہے ہو۔ چلو کنواں لگوا دو۔ مَیں تمہیں پیسے دیتا ہوں۔

آپؑ نے جو جماعت کو خدمت خلق کی تلقین فرمائی تو اس کا عملی نمونہ بھی خود بن کے دکھایا۔

حضرت عبدالسمیع صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ "میاں شریف احمد صاحبؓ کا عقیقہ تھا اور مہمان خانہ میں سب مہمان کھانا کھا رہے تھے" آپؑ کے تیسرے بیٹے جو تھے زندہ بیٹوں میں سے۔ بعد میں تو فوت بھی ہوئے لیکن حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ جنہوں نے عمر بھی پائی۔ ان کا عقیقہ تھا۔ لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ "تو حضورؑ بھی ساتھ شامل تھے۔ فقیر اندر مہمان خانہ کے مانگنے کے لیے آ گیا۔ لوگ اس کو نکالنے لگے۔

حضورؑ نے فقیر کو خود کھانا پکڑایا اور لوگوں کو فقیر کے جھڑکنے سے منع فرمایا۔" (روایات اصحابِ احمدؑ جلد 3 صفحہ 239)

اگر کھانا کھانے آیا ہے تو اس کو جھڑکنا نہیں۔ خود پلیٹ میں ڈال کے اس کو کھانا دے دیا۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ بیان کرتے ہیں: "ایک دفعہ ایک مولوی قادیان آیا اور حضورؑ سے بحث کرنے لگا۔ پھر حضورؑ نے اسے جواب دینا شروع کیا تو وہ خاموش ہو گیا۔ وفات حیات عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو تھی اور ابتدائی زمانہ کا یہ واقعہ ہے۔ آپؑ نے جب اس کو سمجھایا اور خاموش رہا تو آپؑ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ سمجھ گئے ہیں؟" کہ جو میں نے دلیلیں دی ہیں وہ صحیح ہیں "اس نے کہا جی میں سمجھ گیا ہوں" لیکن بڑا دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا۔ اور کہتا ہے مَیں سمجھ گیا ہوں "کہ آپ دجال ہیں۔" نعوذ باللہ۔ "چونکہ دجال کی صفت میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ بحث میں دوسروں کو بند کر دیا کرے گا" یعنی لاجواب کر دیا کرے گا۔ تو "آپؑ نے پھر کچھ نہیں فرمایا اور وہ چلا گیا۔ امرتسر جا کر اس نے ایک اشتہار چھپوایا اور اس میں یہ واقعہ بیان کیا کہ مَیں نے یہ الفاظ کہے لیکن باوجود اس کے جب آپ اندر تشریف لے گئے تو مَیں نے ایک رقعہ بھیجا" کہ مَیں ضرورتمند ہوں۔ اب یہ دیکھیں یہاں اپنی بے غیرتی کا خود اظہار کر رہا ہے اور آپؑ کے حسنِ سلوک کا بھی اظہار خود ہی کر رہا ہے۔ کہتا ہے کہ مَیں نے رقعہ بھیجا "کہ مَیں ضرورت مند ہوں کچھ سلوک میرے ساتھ کرنا چاہیے۔" گو مَیں نے آپ کو بڑے بُرے الفاظ کہے ہیں لیکن بہر حال مَیں ضرورت مند ہوں میرے ساتھ حسن سلوک کریں۔" آپؑ نے فوراً پندرہ روپے بھیج دیے۔ آپؑ بہت سخی ہیں" اس نے لکھا کہ آپؑ نے فوراً مجھے پندرہ روپے بھیج دیے۔ آپؑ بہت سخی ہیں "اور آپ کے منہ پر بھی سخت لفظ کہا جائے تو آپ رنج نہیں کرتے۔ آپ نے خود اس آخری امر کا" یعنی پندرہ روپے بھیجنے کا "کسی سے ذکر نہیں کیا تھا لیکن اس اشتہار سے اس پندرہ روپے دینے کا پتہ چلا" کہ

آپؑ نے اس کو پندرہ روپے بھیجے تھے باوجود اس کی سخت زبانی کے۔ (روایات اصحابِ احمد جلد 4 صفحہ 216)

حضرت قاضی عبدالغفور صاحبؓ بیان کرتے ہیں: "1906ء میں مَیں بھی اپنے بڑے بھائی حافظ مراد بخش صاحب کے ساتھ راولپنڈی سے قادیان گیا۔ حضورؑ مسجد مبارک کی سیڑھیوں سے اتر رہے تھے کہ ایک شخص غالباً حکیم شاہ نواز صاحب ساکن راولپنڈی نے حضورؑ کو سترہ پاؤنڈ ایک تھیلی میں نذرانہ دیا۔ حضورؑ نے وہ تھیلی لے کر جیب میں ڈال لی۔ نیچے ایک سائل کھڑا تھا" سوالی کھڑا تھا "اس نے سوال کر دیا۔ حضورؑ نے وہی تھیلی جیب سے نکال کر اس کے ہاتھ میں رکھ دی۔ حکیم صاحب مذکور نے جب حضورؑ کو ایسا کرتے دیکھا تو عرض کیا کہ حضور! اس تھیلی میں سترہ پاؤنڈ تھے۔ فرمایا: یہ اس کے تھے اسی کو پہنچ گئے۔ پھر آپ خاموش ہو گئے۔" اس زمانے میں بھی ایک پاؤنڈ کی قیمت ہوتی تھی۔ پندرہ انڈین روپے کا ایک پاؤنڈ ہوتا تھا۔ یعنی اس زمانے میں تو یہ رقم بہت بڑی تھی۔ کُل رقم دو سو پچپن (255) روپے بنتی ہے جبکہ دو پیسے میں روٹی اور کھانا مل جایا کرتا تھا۔

(روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 290، وکی پیڈیا)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ تحریر فرماتے ہیں کہ

صدقہ و خیرات تو آپؑ کی عادت میں بہت تھا اور عام طور پر آپؑ کا معمول تھا کہ 1/10 حصہ صدقہ کر دیتے۔

اس کے متعلق حضرت امّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ مجھ سے حضرت والدہ صاحبہؓ نے بیان کیا کہ

حضرت مسیح موعودؑ صدقہ بہت دیا کرتے تھے اور عموماً ایسا خفیہ دیتے کہ ہمیں بھی پتہ نہیں لگتا تھا۔

خاکسار نے دریافت کیا کہ کتنا صدقہ دیا کرتے تھے؟ تو والدہ صاحبہ نے فرمایا:

بہت دیا کرتے تھے اور آخری ایام میں جتنا روپیہ آتا تھا اس کا دسواں حصہ صدقے کے لیے الگ کر دیتے تھے اور اس میں سے دیتے رہتے تھے۔

والدہ صاحبہ نے بیان فرمایا کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ دسویں حصے سے زیادہ نہیں دیتے تھے بلکہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات اخراجات کی زیادت ہو جاتی ہے۔ اَور اخراجات ہیں، مہمان آ رہے ہیں، لنگر خانے کا خرچہ ہے اَور خرچہ جات ہیں تو آدمی صدقے میں کوتاہی کرتا ہے لیکن اگر صدقہ کا روپیہ پہلے سے الگ کر دیا جائے تو پھر کوتاہی نہیں ہوتی کیونکہ وہ روپیہ دوسرے مَصرف میں نہیں آ سکتا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا اسی غرض سے آپ دسواں حصہ تمام آمد کا الگ کر دیتے ورنہ ویسے دینے کو تو اس سے بھی زیادہ دیتے۔ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ مَیں نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ آپؑ صدقہ دینے میں احمدی غیر احمدی کا لحاظ رکھتے تھے؟ تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ

نہیں! کبھی یہ خیال نہیں رکھا کہ کون احمدی ہے۔ کون غیر احمدی۔ ضرورت مند ہے تو اس کو دے دو۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ دوم صفحہ 291)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ تحریر کرتے ہیں کہ

"جیسے آپ کی عادت تھی کہ سائل کو کبھی ردّ نہ کرتے تھے اور جس طرح پر آپؑ بدُوں سوال کرنے کے بھی" یعنی بغیر سوال کرنے کے بھی "اہلِ حاجت کی امداد فرماتے۔ یہ بھی آپؑ کی عادتِ شریف میں تھا کہ آپؑ سوال کی باریک در باریک صورتوں کو بھی خوب سمجھتے تھے اور ایسے موقع پر بھی اپنی عطا سے کام لیتے۔

صاحبزادہ سراج الحق صاحبؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے آپؑ کے پاس خوبصورت ٹوپی بھیجی۔ جب یہ پارسل حضرتؑ کی خدمت میں پہنچا تو اتفاق سے ایک ہندو صاحب بھی پاس موجود تھے۔ آپؑ نے پارسل کو کھولا تو ٹوپی نکلی۔ اس ہندو نے اس ٹوپی کی بہت تعریف کی۔

آپؑ نے جب اس کے منہ سے ٹوپی کی تعریف سنی تو جھٹ وہ ٹوپی اسی کو دے دی۔"

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ دوم صفحہ 290)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ بیان کرتے ہیں کہ "ایک احمدی حاجی حسین نامی تھے وہ حج کر کے آئے اور سچے سیپ" یعنی قیمتی موتی "کی ایک تسبیح لائے اور لا کر تحفۃً حضورؑ کی خدمت میں پیش کی۔" سچے موتیوں کی تسبیح تھی "اس وقت خاکسار" کہتے ہیں میں "اور سیالکوٹ کے ایک دوست حضور کی خدمت میں حاضر تھے۔ ہمارے سامنے حاجی حسین صاحب نے تسبیح حضورؑ کی خدمت میں پیش کی۔ حضورؑ نے جزاک اللہ فرمایا۔ وہ تسبیح خوبصورت بہت تھی۔" کہتے ہیں "مَیں نے ارادہ کیا کہ اس کے جانے کے بعد مَیں یہ تسبیح لے لوں گا۔ اور سیالکوٹ کے دوست جو تھے انہوں نے بھی یہ ارادہ کیا ہوا تھا۔ جب حاجی حسین صاحب چلے گئے تو سیالکوٹ والے دوست نے عرض کیا کہ حضور! یہ تسبیح بڑی خوش نما ہے۔ آپؑ نے فرمایا اگر آپ کو پسند ہے تو آپ لے لیجئے اور تسبیح انہیں دے دی۔ مَیں نے عرض کیا حضور! ارادہ تو میرا بھی اسے لینے کا تھا"

تو پھر’’ آپؑ نے فرمایا آپ دونوں نصف نصف کرلیں۔ بعد میں سیالکوٹ والے دوست مجھے کہنے لگے کہ تسبیح سودانے کی ہوتی ہے میرے پاس ہی رہنے دیں۔ مَیں نے کہا اچھا آپ ہی رکھ لیں۔‘‘ پھر انہوں نے ان کو دے دی۔

(اصحابِ احمد جلد 4 صفحہ 215، اردو لغت جلد 11 صفحہ 545)

حضرت حکیم اللہ دتہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں: ’’سرفراز خاں نے بیان کیا کہ ہم جلسہ پر آئے اور حضورؑ کو کسی نے گھوڑی دی تو سرفراز نے کہا کہ میرے دل میں آیا کہ یہ گھوڑی مجھ کو مل جاوے اور مَیں اس کو لے جاؤں اور کہوں کہ مسیح کی گھوڑی مَیں لے آیا ہوں۔‘‘ ایک اچھی نسل کی گھوڑی تھی سواری کے لیے۔ ’’جب جلسہ ختم ہوا تو مَیں نے عرض کیا کہ حضور! مَیں واپس جانا چاہتا ہوں۔ حضورؑ نے فرمایا ٹھہرو۔ تیسرے روز مَیں نے پھر ایسا ہی کہا تو حضورؑ نے فرمایا کہ چودھری صاحب! یہ گھوڑی لے جاؤ۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور! اس گھوڑی کی قیمت کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اس کو گھاس اور دانہ ڈالو اور اس پر چڑھو۔ اس کی یہی قیمت ہے۔‘‘ کوئی قیمت نہیں۔ لے جاؤ اور سواری کرو۔ (روایات اصحاب احمد جلد 1 صفحہ 110)

حضرت ملک غلام حسین صاحبؓ بیان کرتے ہیں: ’’مولوی عبدالرحمان صاحب شہیدؓ افغانستان سے آئے تو حضورؑ سے ملاقات کرنی چاہی...... اس وقت بھی بہت سی چیزیں لائے۔ ایک پوستین بھی لائے۔ مَیں نے اطلاع کی۔ حضرت صاحبؑ نے اندر ہی بلالیا۔ انہوں نے وہ چیزیں اور پوستین حضورؑ کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت صاحبؑ نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ مولوی صاحب آپ نے بہت تکلیف کی۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور! یہ پوستین حضورؑ کی خاطر لایا ہوں اور دل چاہتا ہے کہ حضورؑ میرے سامنے پہنیں۔ حضرت صاحبؑ کھڑے ہو گئے اور پہنی۔ وہ ٹخنوں تک آتی تھی۔ شام کے وقت کھانے کے دوران میں خواجہ کمال الدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور! مولوی عبدالرحمان صاحبؓ ایک پوستین لائے ہیں۔ بڑی قیمتی اور گرم ہے اور نہایت اعلیٰ درجہ کی تیار ہوئی ہوئی ہے......‘‘ خواجہ صاحب یہ پوستین پہلے دیکھ چکے تھے۔ ’’حضورؑ نے فرمایا: خواجہ صاحب! آپ کو بہت پسند ہے آپ ہی لے لیں۔ عرض کیا: حضور! بڑی مہربانی ہو گئی۔ چنانچہ حضورؑ نے وہ پوستین خواجہ صاحب کو دے دی۔‘‘ (روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 14-15)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ فرماتے ہیں کہ ’’حافظ نور احمد صاحب سوداگر پشمینہ‘‘، پشمینہ جو ہے وہ اونی کپڑا ہوتا ہے ’’لودھیانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے اور مخلص خدام میں سے ہیں۔‘‘ سوداگر۔ یہ اونی کپڑے کا کاروبار کرتے تھے اور آپؑ کے مخلص خدام میں سے تھے۔ ’’ان کو اپنے تجارتی کاروبار میں ایک بار سخت خسارہ ہو گیا اور کاروبار قریباً بند ہو گیا۔ انہوں نے چاہا کہ وہ کسی دوسری جگہ چلے جاویں اور کوئی اَور کاروبار کریں تاکہ اپنی مالی حالت کی اصلاح کے قابل ہو سکیں۔

......حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں برابر خط و کتابت رکھتے تھے اور سلسلہ کی مالی خدمت اپنی طاقت اور توفیق سے بڑھ کر کرتے رہے...... وہ کہتے ہیں کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دَادُودِہِش‘‘ یعنی بخشش، عطا اور انعام’’ اور جُود و سخا کے متعلق مَیں تو ایک ہی بات کہتا ہوں کہ آپ تھوڑا دینا جانتے ہی نہ تھے۔

اپنا ذاتی واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ’’جب میرا کاروبار خراب ہو گیا اور ’’مَیں نے جب اس سفر کا ارادہ کیا‘‘ کہیں اَور جگہ جا کے کاروبار کروں ’’تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کچھ روپیہ مانگا‘‘ کہ مجھے کچھ قرض دے دیں تاکہ مَیں کاروبار شروع کر سکوں۔ ’’حضورؑ ایک صندوقچی جس میں روپیہ رکھا کرتے تھے اٹھا کر لے آئے اور میرے سامنے صندوقچی ہی رکھ دی کہ جتنا چاہو لے لو اور حضورؑ کو اس سے بہت خوشی تھی۔ مَیں نے اپنی ضرورت کے موافق لے لیا گو حضورؑ یہی فرماتے رہے کہ سارا ہی لے لو۔

اصل بات یہ ہے کہ دوستوں کے ساتھ تو آپؑ کا معاملہ ہی الگ تھا۔ وہ اپنے مال کو دوستوں ہی کا مال عملاً سمجھتے تھے اور اس معاملہ میں آپؑ کو اس سے تکلیف ہوتی اگر کوئی خادم مغایرت کرے۔‘‘

یعنی غیرت دکھائے یا شرم کا اظہار کرے یا غیریت کا اظہار کرے۔ غیرت نہیں غیریت کا اظہار کرے۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ سوم صفحہ، 307 – 306 فیروز اللغات صفحہ، 298 لغات فارسی صفحہ 363 دار عمر فاروق)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ کہتے ہیں: ’’شیخ محمد اسماعیل صاحب سَرْسَاوِیؓ میرے بتیس سال کے مخلص دوست اور بھائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خادم ہیں۔ شروع ہی سے ان کی طبیعت صوفیانہ واقع ہوئی ہے اور صلحاء کی صحبت کا شوق دامنگیر رہا۔ مدرسہ تعلیم الاسلام میں شروع سے آج تک مدرس ہیں۔ اوائل میں وہی مہمانوں کو کھانا وغیرہ کھلایا کرتے تھے گویا انہیں ناظر ضیافت کہنا چاہیے۔ وہ جب سے یہاں آئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاص طور پر ان کا خیال رکھتے اور ان کی ضروریات کا آپ تکفل فرماتے‘‘ یعنی ساری ذمہ داری آپؑ فرماتے۔ آپؑ ضامن تھے ان کی چیزوں کے۔ ان کی ضروریات کو پورا کرتے۔ ’’ایک مرتبہ حضرت نانا جان مرحوم‘‘ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ ’’شیخ صاحب سے ناراض ہوئے اور بے حد ناراض ہوئے۔ انہوں نے ان کے قرضہ وغیرہ کی فہرست تیار کی۔ ان میں حلوائیوں کا قرضہ بھی تھا مگر انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ وہ ادا ہو چکا ہے۔ معاملہ حضرتؑ تک پہنچا کہ انہوں نے حلوائیوں سے اس قدر قرضہ برداشت کیا ہوا ہے۔‘‘ لنگر خانے کا انتظام چلانے کے لیے۔ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام سن کر ہنسے اور فرمایا کہ مجھے یہ معلوم ہے اور وہ قرضہ ادا ہو چکا ہوا ہے‘‘ میر صاحب! آپ فکر نہ کریں ’’بلکہ ہر ہفتہ بے باق ہو جاتا ہے‘‘ جو بھی قرضہ ہوتا ہے ہر ہفتے بے باق ہو جاتا ہے۔ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام شیخ صاحبؓ کے ہفتہ وار یا جب وہ چاہیں اخراجات ادا کر دیتے تھے اور

شیخ صاحبؓ نہایت بے تکلّفی سے جیسے بیٹا باپ سے جا کر کہتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ بے تکلّفی سے عرض کر دیتے کہ اس قدر خرچ ہو گیا ہے اور حضرتؑ فوراً ادا فرما دیتے۔ اس قسم کی شاہانہ اور مربیانہ فیاضیاں آپؑ کی ہوتی تھیں۔‘‘ (سیرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ سوم صفحہ 310-311، فیروز اللغات صفحہ 371)

اس میں ذاتی خرچ بھی ہوتے تھے اور لنگر کے بھی یقیناً ہوتے ہوں گے۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھتے ہیں کہ ’’حضرت سید فضل شاہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت ہی مخلص خدام میں سے تھے۔ شاہ صاحب مکرمی سید ناصر شاہ صاحبؓ کے برادر معظم تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ان کو عشق تھا۔ آخر وہ ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے اور دار الضعفاء میں رہتے تھے...... جولائی 1900ء کا واقعہ ہے کہ وہ قادیان آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے 6؍جولائی 1900ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جانے کی اجازت طلب کی اور یہ بھی خواہش کی کہ حضور چند کلمات نصیحت کے لکھ دیں۔ نیز کوئی دوائی اور ایک کرتہ بھی طلب کیا۔ حضرت اقدسؑ کو دوران سر کا شدید دورہ تھا اور نماز میں بھی تشریف نہ لا سکے مگر آپؑ نے باوجود اس کے کہ سر میں سخت درد تھا شاہ صاحب کے خط کے جواب میں ایک نصیحت نامہ لکھا اور دوائی اور کرتہ بھی دیا۔ یہ واقعہ اس بات کی شہادت ہے کہ

آپؑ اپنی بیماری کی شدید ترین حالتوں میں بھی اپنے خدام کی جائز درخواستوں کو پورا کرنے کے لیے تیار رہتے تھے اور عوام کے نفع اور بھلائی کے لیے تکلیف کی بھی پروا نہ کرتے تھے۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ سوم صفحہ 307-308)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھتے ہیں کہ

’’آپؑ کے طرز عمل سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ بعض اوقات آپ دوستوں کی خوشیوں میں فیاضانہ حصہ لیتے تھے اور یہ طریق آپ کا اظہار محبت اور جُود و عطاء کی شان رکھتا تھا۔

چنانچہ حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ کے نام جو خطوط وقتاً فوقتاً آپؑ نے تحریر فرمائے ان کے مطالعہ سے اور خود منشی صاحب موصوف کے بیان سے یہی ثابت ہے کہ حضورؑ نے ایک مرتبہ منشی صاحبؓ موصوف کے ولیمہ میں اور دوسری مرتبہ عقیقۂ فرزند میں اپنی طرف سے ایک رقم خرچ کر دی اور اس خرچ کرنے میں آپؑ کو خوشی اور انشراح تھا۔ بعض اوقات لوگ اپنی اس قسم کی تقریبوں پر کچھ روپیہ حضرتؑ کے حضور بھیج دیتے اور لکھ دیتے کہ وہاں دعوت احباب کر دیں۔ مگر وہ تحریر کے وقت اس امر کو نادانستہ بھول جاتے کہ قادیان کی دعوت چند آدمیوں کی دعوت نہیں ہو سکتی‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردگرد تو بہت سارے لوگ ہوتے ہیں اور ویسے رقم جو بھیجتے وہ بہت تھوڑی ہوتی یا اس کو کفالت نہ کر سکتی ’’لیکن حضرت اقدسؑ ان کو مکرّر اس کے متعلق کچھ نہ لکھتے بلکہ اپنی گرہ سے‘‘ اپنی طرف سے ’’ایک رقم ڈال کر ان کی تمنا کو پورا کر دیتے اور بارہا ایسے موقعہ آپؑ کو پیش آتے مگر کبھی اس کا ذکر اشارۃً کنایۃً بھی نہ کرتے بلکہ ہمیشہ ایسے موقعوں پر یہی فرماتے کہ فلاں دوست کی طرف سے دعوت ہے۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ سوم صفحہ 310)

بعض دفعہ اظہار بھی ہو جاتا تھا جو قریبی دوست تھے ان کو بتا بھی دیتے تھے کہ آپ کی رقم میں کمی تھی تو مَیں خرچ پورا کر دیتا ہوں۔ حضرت اقدسؑ اپنے مکتوب میں جو انہوں نے حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوریؓ کو ان کی شادی پر لکھا۔ تحریر فرمایا کہ آپ کو نئی شادی مبارک ہو۔ بروز جمعہ حسب تحریر آپ کے طعام ولیمہ آپ کی طرف سے مہمانوں کو کھلایا گیا کیونکہ مہمان بہت سے تھے اور سیٹھ صاحب یعنی عبدالرحمان صاحب مدراسی، رحمت اللہ صاحب اور دوسرے بہت سے معزز مہمان موجود تھے اور اسّی سے کوئی زائد لوگ ہوں گے۔ اس لیے آپؑ نے تو دس روپے بھیجے تھے وہ کافی نہیں تھے۔ لہٰذا اس خوشی میں مَیں نے اپنی طرف سے بھی دس روپے ڈال کے بیس روپے میں دعوت کر دی اور اچھا کھانا پلاؤ، زردہ وغیرہ پکوایا۔ قورمہ اور نان وغیرہ بھی تھے۔ بہرحال آگے لکھا ہے آپؑ نے کہ مہمان نہایت خوش ہوئے اور کھا کر آپ کو دعائے خیر کہی۔ مہمانوں کو یہی بتایا کہ یہ ان کی طرف سے دعوت ہے۔ اپنا نہیں بتایا کہ مَیں نے بھی اس میں شامل کیا ہے۔

(ماخوذ از مکتوبات احمد جلد 3 صفحہ 230 مکتوب نمبر 60 بنام منشی عبداللہ سنوری صاحبؓ)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنے ایک مکتوب میں جو آپؑ نے حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوریؓ کو ان کے فرزند کے عقیقے کے موقع پر لکھا اس میں فرمایا دو دنبے ذبح کیے گئے جن کا گوشت نہایت عمدہ تھا۔ اور ایک دیگ گوشت کے پلاؤ کی اور ایک دیگچہ زردہ شیریں زعفران وغیرہ کے ساتھ میٹھے چاول کا پکایا گیا۔ روٹی اور گوشت بھی پکایا گیا۔ ستّر کے قریب مہمان تھے۔ ان کی خاطر تواضع کی گئی اور آپ کی نیک نیتی کی وجہ سے دونوں پلاؤ اور زردہ وغیرہ بڑے اچھے پکے اور یہ لکھا کہ آپ کا یہ کام چوبیس روپے میں پورا ہوا ہے اور آپ کیونکہ مجھے پتہ ہے اتنا دے نہیں سکتے لہٰذا نصف اس کے جو بارہ روپے ہیں اگر آپ بھیجنا چاہیں کسی وقت تو بھیج دیں۔ اور آپ نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ اس کی دعوت پر ان کو مبارکباد بھی دی۔

(ماخوذ از مکتوبات احمد جلد 3 صفحہ 234 مکتوب نمبر 65 بنام منشی عبداللہ سنوری صاحبؓ)

حضرت احمد نور کابلی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’1902ء میں جب مَیں قادیان آیا مغرب کے قریب اسی وقت مسیح موعودؑ نے میری بیعت لی۔ مسیح موعودؑ نے خود بخود مجھے مکان کے لیے زمین عطا کی اور میری شادی بھی بغیر میری تحریک سے کر دی۔ میرے بغیر علم کے مجھے رخصتانہ پر بمعہ چند اصحاب کے بھیج دیا۔ میرے لیے ایک بوری آٹے کی اپنے لنگر سے مقرر کر دی اور فرمایا کہ جب تک احمد نور زندہ ہے میرے حساب سے یہ آٹا دے دیا کرو (اور یہ مولوی محمد علی صاحب کو حکم دیا گیا)۔‘‘ آپؑ نے فرمایا کہ احمد نور کا آٹے کا خرچ جو ہے یہ مَیں دیا کروں گا۔ (روایات اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 307)

میاں عبدالرحیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں سخت بیمار ہو گیا میرے بچنے کی امید نہ رہی اور بیہوش پڑا تھا کہ میرے تایا مسمّی میراں بخش صاحب مرحوم نے جبکہ حضور موضع بُٹر کی طرف سیر کر کے واپس آ رہے تھے موری دروازہ کے چوک میں عرض کیا کہ حضور! عبدالرحیم کو دیکھ جائیں سخت بیمار ہیں۔ حضورؑ کے ہمراہ اَور کئی احباب کے علاوہ حضرت خلیفہ اوّلؓ بھی شامل تھے۔ حضورؑ از راہ کرم غریب خانے پہ تشریف لائے اور مجھے چارپائی پر پڑا ہوا دیکھ کر اپنے دائیں ہاتھ سے میرے کندھے کو ہلایا اور فرمایا کہ کیوں گھبراتا ہے۔ مرتا نہیں۔ اس پر میری آنکھ کھل گئی اور ساتھ ہی حضورؑ نے مکان کی چھت کی طرف بھی دیکھا اور فرمایا کہ عبدالرحیم! تم اس بیماری سے نہیں مرتے مگر یہ مکان جو کہ بوسیدہ اور خستہ حالت میں ہے یہ تیرے مارنے کی صورت ہے۔ اس کی چھت سخت خراب ہے۔ جب اچھے ہو جاؤ تو اس کی چھت درست کرو۔ اور میری والدہ کو فرمایا کہ میرے ہمراہ چل کر دوائی لے آؤ۔ دوائی کھلاؤ۔ ہم دعا بھی کریں گے۔ انشاء اللہ اچھا ہو جائے گا۔ اس پر میری والدہ حضورؑ کے ہمراہ حضورؑ کے گھر گئیں۔ حضورؑ نے تین پڑیاں دوائی دی۔

بقیہ صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ ہو

سیرت النبی ﷺ

از تحریرات وفرمودات

(سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(تحقیق وترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

(قسط نمبر 13)

باب دوم

جماعت کو نصیحت: آپ نے فرمایا

’’سواس نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسی کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے اور خدا نے تمہیں اس عیسی احمد صفت کے لئے بطور اعضا کے بنایا۔ سو اب وقت ہے کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا حُسن اور جمال دکھلاؤ۔ چاہئے کہ تم میں خدا کی مخلوق کے لئے عام ہمدردی ہو اور کوئی چھل اور دھوکا تمہاری طبیعت میں نہ ہو۔ تم اسم احمد کے مظہر ہو۔ سو چاہئے کہ دن رات خدا کی حمد وثنا تمہارا کام ہو اور خادمانہ حالت جو حامد ہونے کے لئے لازم ہے اپنے اندر پیدا کرو اور تم کامل طور پر خدا کی کیونکر حمد کر سکتے ہو جب تک تم اس کو رب العالمین یعنی تمام دنیا کا پالنے والا نہ سمجھو اور تم کیونکر اس اقرار میں سچے ٹھہر سکتے ہو جب تک ایسا ہی اپنے تئیں بھی نہ بناؤ۔ کیونکہ اگر تو کسی نیک صفت کے ساتھ کسی کی تعریف کرتا ہے اور آپ اس صفت کے مخالف عقیدہ اور خلق رکھتا ہے تو گویا تو اس شخص سے ٹھٹھا کرتا ہے کہ جو کچھ اپنے لئے پسند نہیں کرتا اس کے لئے روا رکھتا ہے۔ اور جبکہ تمہارا رب جس نے اپنی کلام کو رب العالمین سے شروع کیا ہے زمین کی تمام خوردنی وآشامیدنی اشیاء اور فضا کی تمام ہوا اور آسمانوں کے ستاروں اور اپنے سورج اور چاند سے تمام نیک و بد کو فائدہ پہنچاتا ہے تو تمہارا فرض ہونا چاہئے کہ یہی خلق تم میں بھی ہو ورنہ تم احمد اور حامد نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ احمد تو اس کو کہتے ہیں کہ خدا کی بہت تعریف کرنے والا ہو۔ اور جو شخص کسی کی بہت تعریف کرتا ہے وہ اپنے لئے وہی خلق پسند کرتا ہے جو اس میں ہیں اور چاہتا ہے کہ وہ خلق اُس میں ہوں۔ پس تم کیونکر سچے احمد یا حامد ٹھہر سکتے ہو جبکہ اس خلق کو اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ حقیقت میں احمدی بن جاؤ اور یقیناً سمجھو کہ خدا کی اصلی اخلاقی صفات چار ہی ہیں جو سورۃ فاتحہ میں مذکور ہیں۔ (۱) رب العالمین سب کا پالنے والا (۲) رحمان۔ بغیر عوض کسی خدمت کے خود بخود رحمت کرنے والا (۳) رحیم۔ کسی خدمت پر حق سے زیادہ انعام اکرام کرنے والا اور خدمت قبول کرنے والا اور ضائع نہ کرنے والا۔ (۴) اپنے بندوں کی عدالت کرنے والا۔ سو احمد وہ ہے جو ان چاروں صفتوں کو ظلی طور پر اپنے اندر جمع کرلے۔ یہی وجہ ہے کہ احمد کا نام مظہر جمال ہے اور اس کے مقابل پر محمد کا نام مظہر جلال ہے۔ وجہ یہ کہ اسم محمد میں سرّ محبوبیت ہے کیونکہ جامع محامد ہے اور کمال درجہ کی خوبصورتی اور جامع المحامد ہونا جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے۔ لیکن اسم احمد میں سرّ عاشقیت ہے۔ کیونکہ حامدیت کو انکسار اور عشق تذلل اور فروتنی لازم ہے۔ اسی کا نام جمالی حالت ہے اور یہ حالت فروتنی کو چاہتی ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شانِ محبوبیت بھی تھی جس کا اسم محمد مقتضی ہے۔ کیونکہ محمد ہونا یعنی جامع جمیع محامد ہونا شان محبوبیت پیدا کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شانِ محبیت بھی تھی جس کا اسم احمد مقتضی ہے۔ کیونکہ حامد کے لئے محب ہونا ضروری ہے۔ ہر ایک شخص کسی کی سچی اور کامل تعریف تبھی کرتا ہے جبکہ اس کا محب بلکہ عاشق ہو اور عاشق اور محب ہونے کیلئے فروتنی لازم ہے اور یہی جمالی حالت ہے جو حقیقت احمدیہ کو لازم پڑی ہوئی ہے۔ محبوبیت جو اسم محمد میں مخفی تھی صحابہ کے ذریعہ سے ظہور میں آئی۔ اور جو لوگ ہتک کرنے والے اور گردن کش تھے محبوب الٰہی ہونے کے جلال نے ان کی سرکوبی کی لیکن اسم احمد میں شانِ محبت تھی یعنی عاشقانہ تذلل اور فروتنی۔ یہ شان مسیح موعود کے ذریعہ سے ظہور میں آئی۔ سو تم شانِ احمدیت کے ظاہر کرنے والے ہو۔ لہذا اپنے ہر ایک بیجا جوش پر موت وارد کرو اور عاشقانہ فروتنی دکھلاؤ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو‘‘۔ آمین

(اربعین نمبر 4، روحانی خزائن 17 جلد صفحہ 446 تا 448)

اسم احمد میں پیشگوئی:

آپ نے ایک اہم بات یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ احمد میں دراصل مسیح موعود و مہدی معہود کی پیشگوئی ہے۔ ایک جگہ فرمایا۔

’’كذالك ورث المسيح الموعود اسم أحمد الذى هو مظهر الرحيمية والجمال۔ واختارله الله هذا الاسم ولمن تبعه وصار له كالآل۔ فالمسيح الموعود مع جماعته مظهر من الله لصفة الرحيمية والأحمدية ليتم قوله آخرين منهم ولارادللإرادات الربانية۔ وليتم حقيقة المظاهر النبوية وهذا هو وجه تخصيص صفة الرحمانية والرحيمية بالبسملة۔ ليدل على اسمى محمد وأحمد ومظاهرهما الآتية۔ أعنى الصحابة ومسيح الله الذى كان آتيا فى حلل الرحيمية والأحمدية۔‘‘

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 115،114)

اللہ تعالیٰ نے جس حقیقت کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر ظاہر فرمایا ہے اس حقیقت کو خدا تعالیٰ نے پہلے بزرگان اُمت پر بھی منکشف فرمایا تھا۔ جو کتب میں درج ہے۔ مثلاً حضرت علی کا قول ہے يُظْهِرُ صَاحِبَ الرَّايَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَ دَوْلَةِ الْأَحْمَدِيَّةِ (9) حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں میں ایک عجیب بات کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ رحلت سے ایک ہزار چند سال بعد ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ حقیقت محمدی اپنے مقام سے عروج فرمائے گی اور حقیقت کعبہ میں رسائی پا کر اسکے ساتھ متحد ہو جائے گی۔ اس وقت حقیقت محمدی کا نام حقیقت احمدی ہو جائے گا۔

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا کز میاں افتاد میم

احمد کی شان کو سوائے خداوند کریم کے کون جان سکتا ہے وَہ اپنی خودی سے اس طرح الگ ہو گیا کہ میم درمیان سے گر گیا۔

رضاعت وایام طفولیت

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں فرماتے ہیں۔

”ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا حصہ عمر کا جو چالیس برس ہے بیکسی اور پریشانی اور یتیمی میں بسر کیا تھا کسی خویش یا قریب نے اس زمانہ تنہائی میں کوئی حق خویشی اور قرابت کا ادا نہیں کیا تھا یہاں تک کہ وہ روحانی بادشاہ اپنی صغرسنی کی حالت میں لاوارث بچوں کی طرح بعض بیابان نشین اور خانہ بدوش عورتوں کے حوالہ کیا گیا اور اسی بے کسی اور غریبی کی حالت میں اس سید الا نام نے شیرخوارگی کے دن پورے کئے اور جب کچھ سن تمیز پہنچا تو یتیم اور بے کس بچوں کی طرح جن کا دنیا میں کوئی بھی نہیں ہوتا اُن بیابان نشین لوگوں نے بکریاں چرانے کی خدمت اس مخدوم العالمین کے سپرد کی اور اُس تنگی کے دنوں میں بجز ادنیٰ قسم کے اناجوں یا بکریوں کے دُودھ کے اور کوئی غذا نہ تھی جب سن بلوغ پہنچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کے لئے کسی چچا وغیرہ نے باوجود آنحضرت کے اول درجہ کے حسن و جمال کے کچھ فکر نہیں کی بلکہ پچیس برس کی عمر ہونے پر اتفاقی طور پر محض خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک مکہ کی رئیسہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے پسند کر کے آپ سے شادی کر لی یہ نہایت تعجب کا مقام ہے کہ جس حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا ابوطالب اور حمزہ اور عباس جیسے موجود تھے اور بالخصوص ابوطالب رئیس مکہ اور اپنی قوم کے سردار بھی تھے اور دنیوی جاہ وحشمت و دولت و مقدرت بہت کچھ رکھتے تھے مگر باوجود ان لوگوں کی ایسی امیرانہ حالت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ایام بڑی مصیبت اور فاقہ کشی اور بے سامانی سے گذرے یہاں تک کہ جنگلی لوگوں کی بکریاں چرانے تک نوبت پہنچی اور اس دردناک حالت کو دیکھ کر کسی کے آنسو جاری نہیں ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شباب پہنچنے کے وقت کسی چچا کو خیال تک نہیں آیا کہ آخر ہم بھی تو باپ ہی کی طرح ہیں شادی وغیرہ امور ضروریہ کے لئے کچھ فکر کریں حالانکہ اُن کے گھر میں اور اُن کے دوسرے اقارب میں بھی لڑکیاں تھیں۔ سو اس جگہ بالطبع یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر سرد مہری اُن لوگوں سے کیوں ظہور میں آئی اس کا واقعی جواب یہی ہے کہ ان لوگوں نے ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک لڑکا یتیم ہے جس کا باپ نہ ماں ہے بے سامان ہے جس کے پاس کسی قسم کی جمعیت نہیں نادار ہے جس کے ہاتھ پلے کچھ بھی نہیں ایسے مصیبت زدہ کی ہمدردی سے فائدہ ہی کیا ہے اور اُس کو اپنا داماد بنانا تو گویا اپنی لڑکی کو تباہی میں ڈالنا ہے مگر اس بات کی خبر نہیں تھی کہ وہ ایک شہزادہ اور روحانی بادشاہوں کا سردار ہے جس کو دنیا کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی جائیں گی“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 حاشیہ صفحہ 112۔114)

(سیرت النبی ﷺ، صفحہ 52 تا 55، مطبوعہ کینیڈا 2018)

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions
Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS

طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط (الحجرات:۱۲)

اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو اور ایک دوسرے کو نام بگاڑ کر نہ پکارا کرو۔

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ (آلعمران:7)

وہی ہے جو تمہیں رِحموں میں جیسی صورت میں چاہے ڈھالتا ہے۔ کوئی معبود نہیں مگر وہی، کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا۔

طالب دعا : محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم وافراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کامار یڈی)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

بارگاہِ ایزدی سے تُو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکِل کشا کے سامنے

(درثمین صفحہ ۱۸۱)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

تذکار مہدی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

جنگ مقدس

ہماری کامیابی کی جڑ اور راز یہی مسلمانوں کی حالت ہے جو ہمارے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ ہے کیونکہ یہی سب سے زیادہ ہماری ترقی میں ممدّ اور معاون ہے اوران کو جانے دینے کا یہ مطلب ہے کہ جو لوگ آسانی اور سہولت سے ہمارے ہاتھ میں آسکتے ہیں۔ان میں سے چار پانچ لاکھ کو ہم جانے دے رہے ہیں اور یہ اتنی ہی تعداد نہیں ہے۔اب تو آریہ بھی انکی تعداد 33 ۔ 33لاکھ مان رہے ہیں۔شردھانند نے اپنی ایک تقریر میں اتنی تعداد تسلیم کی ہے اور یہ آہستہ آہستہ ان لوگوں کی تعداد ظاہر کررہے ہیں تا کہ مسلمان زیادہ نہ گھبرا جائیں اور واقف کاران لوگوں کی تعداد ایک کروڑ بتاتے ہیں۔اتنی بڑی تعداد جو افغانستان کی ساری آبادی سے دوگنی ہے۔اس کوضائع ہونے دینا قطعاً ہوشیاری اور دانائی کے خلاف ہے۔پھر حضرت مسیح موعودؑ کا طریق ہم دیکھتے ہیں۔تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے موقع پر آپؑ یہ نہ کہتے کہ یہ ہمارے سب سے بڑے دشمن ہیں۔انہیں تباہ ہونے دو۔وہ لوگ بیشک ہم سے دشمنی اور عداوت کریں۔ہمیں دکھ اور تکالیف دیں۔مگر یہ بھی تو یاد رکھو کہ اوروں کی نسبت یہی لوگ آسانی سے ہمارے قابو میں آسکتے ہیں۔

ہماری اصل غرض یہی ہے کہ جس کام کے لئے ہم کھڑے ہوئے ہیں۔وہ ہو جائے اور یہ لوگ چونکہ اس کام کے ہونے میں سب سے زیادہ ممدّ ہیں۔اس لئے ان کا بچانا ہمارا فرض ہے۔کتاب جنگ مقدس جس میں آتھم کے ساتھ مباحثہ چھپا ہے۔یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مباحثہ اس وقت ہوا جبکہ آپ نے مسیح موعود ہونے کا اعلان کر دیا تھا اور مولوی آپ کے کافر ہونے کا اعلان کر چکے تھے اور فتوے دے چکے تھے کہ آپ واجب القتل ہیں!ایسے موقعہ پر ایک غیر احمدی کا عیسائی سے مقابلہ ہوتا ہے اس نے حضرت صاحب سے درخواست کی تھی کہ آپ مقابلہ کریں۔اس پر حضور (علیہ السلام) جھٹ کھڑے ہو گئے۔آپ نے اس وقت یہ نہ کہا عیسائی ہمارے ایسے دشمن نہیں ہیں جیسے غیر احمدی ہیں بلکہ آپ مباحثہ کیلئے چلے گئے اور قادیان سے باہر چلے گئے۔

یہ تو اس وقت کا ذکر ہے۔جب مخالفت زوروں پر تھی اور دعوے کی ابتدا تھی۔لیکن اب اس وقت کا ذکر سناتا ہوں۔جب دعوی اپنے کمال کو پہنچ گیا تھا اور مخالفت کم ہوگئی تھی۔

عیسائیوں کو 1906ء میں خاص جوش پیدا ہوا۔اور انہوں نے بڑے زور سے تبلیغ شروع کی۔بریلی میں کوئی شخص تھا۔عیسائیوں نے ینابیع الاسلام کتاب کے ذریعہ اسے خراب کرنا چاہا۔اس کے دل میں اس کتاب کو پڑھ کر اسلام کے متعلق شکوک پیدا ہو گئے۔اس نے حضرت صاحب کو اطلاع دی اور لکھا کہ یہ کیسی باتیں ہیں جو اس کتاب میں درج ہیں۔حضرت صاحب نے اس کو جواب نہ لکھا بلکہ اس کے جواب میں ایک کتاب لکھی۔جس کا نام ”چشمہ مسیحی“ ہے اور جس سے نبوت کے مسئلہ میں ہمیں بڑی مدد ملتی ہے۔یہ کتاب اس غیر احمدی کو عیسائیت سے بچانے کے لئے لکھی گئی۔پس حضرت مسیح موعود کا طریق عمل بتا رہا ہے کہ ہمارا ایسے موقع پر کیا طریق عمل ہونا چاہئے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے جنگ کا دائرہ حضرت مسیح کو ماننے اور نہ ماننے کی حد تک ہی محدود نہیں ہو جاتا۔بلکہ اس سے وسیع ہے۔ہمارے سلسلہ کی بنیاد مسیح موعود سے ہی نہیں رکھی گئی بلکہ آج سے تیرہ سو سال قبل رکھی گئی تھی کیونکہ مسیح موعود کے مبعوث ہونے کی بنیاد اس وقت رکھی گئی تھی۔جب رسول کریم ﷺ نے دعوی کیا تھا۔پس غیر احمدیوں کا اپنے ساتھ برا سلوک اور برا معاملہ دیکھ کر اوران کی عداوت اور دشمنی کو دیکھ کر یہ مت سمجھو۔کہ جب ان پر تباہی اور بربادی آئے۔تو ہمیں چپ ہو کے بیٹھ رہنا چاہئے کیونکہ ان لوگوں کی یہ حالت ہی ہماری ترقی اور کامیابی کی بنیاد اور جڑھ ہے اور ایسی صورت میں ہی ہماری کامیابی کے سامان ہیں۔

(الفضل 23/ مارچ 1923ء جلد 10 نمبر 37 صفحہ 5)

مباحثات کے نقصانات

میں ہمیشہ مباحثات سے بچتا ہوں اور میری تو یہ عادت ہے کہ اگر کوئی مباحثانہ رنگ میں سوال کرے تو ابتدا میں ایسا جواب دیتا ہوں کہ کئی لوگوں نے کہا ہے کہ اُنہوں نے کسی سوال پہلے پہل میرا جواب سُن کر یہ خیال کیا کہ شائد میں جواب نہیں دے سکتا اور دراصل ٹالنے کی کوشش کرتا ہوں مگر جب کوئی پیچھے ہی پڑ جائے تو میں جواب کی ضرورت محسوس کرتا ہوں اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا جواب دیتا ہوں کہ وہ بھی اپنی غلطی محسوس کر لیتا ہے۔یاد رکھو سچائی کے لئے کسی بحث کی ضرورت نہیں ہوتی۔میں نے ہمیشہ ایسی باتوں سے روکا ہے۔ڈبیٹنگ کہیں بھی میرے نزدیک آوارگی کی ایک شاخ ہے اور میں اس سے ہمیشہ روکتا رہتا ہوں۔لیکن یہ چیز بھی کچھ ایسی راسخ ہو چکی ہے۔کہ برابر جاری ہے۔حالانکہ اس سے دل پر سخت زنگ لگ جاتا ہے۔ایک شخص کسی چیز کو مانتا نہیں۔مگر اس کی تائید میں دلائل دیتا جاتا ہے تو اس سے دل پر زنگ لگنا لازمی امر ہے۔مجھے ایک واقعہ یاد ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریق ایمان کو خراب کرنے والا ہے۔مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا کہ مولوی بشیر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت مؤید اور میں مخالف تھا۔مولوی بشیر صاحب ہمیشہ دوسروں کو براہین احمدیہ پڑھنے کی تلقین کرتے اور کہا کرتے تھے کہ یہ شخص مجدد ہے۔آخر میں نے ان سے کہا کہ آؤ مباحثہ کر لیتے ہیں۔مگر آپ تو چونکہ مؤید ہیں۔آپ مخالفانہ نقطہ نگاہ سے کتابیں پڑھیں اور میں مخالف ہوں اس لئے موافقانہ نقطہ نگاہ سے پڑھوں گا۔سات آٹھ دن کتابوں کے مطالعہ کے لئے مقرر ہو گئے اور دونوں نے کتابوں کا مطالعہ کیا۔نتیجہ یہ ہوا کہ میں جو مخالف تھا احمدی ہو گیا اور وہ جو قریب تھے بالکل دور چلے گئے۔ان کی سمجھ میں بات آگئی اور انکے دل سے ایمان جاتا رہا۔تو علم النفس کی رو سے ڈبیٹس کرنا سخت مضر ہے اور بعض اوقات سخت نقصان کا موجب ہو جاتا ہے۔یہ ایسے باریک مسائل ہیں جن کو سمجھنے کی ہر مدرس اہلیت نہیں رکھتا۔ابھی تھوڑا عرصہ ہوا یہاں ایک ڈبیبیٹ ہوئی اور جس کی شکایت مجھ تک بھی پہنچی تھی اِس میں اس امر پر بحث تھی کہ ہندوستان کے لئے مخلوط انتخاب چاہئے یا جداگانہ؟ حالانکہ میں اس کے متعلق اپنی رائے ظاہر کر چکا ہوں اور یہ سوء ادبی ہے کہ اس بات کا علم ہونے کے باوجود کہ میں ایک امر کے متعلق اپنی رائے ظاہر کر چُکا ہوں پھر اسکو زیر بحث لایا جائے۔

(الفضل 11 / مارچ 1939ء جلد 27 نمبر 58 صفحہ 8)

(تذکار مہدی صفحہ 189 تا 192 ایڈیشن 2020 یو کے)

✲✲✲

اعلان برائے اسامی درجہ دوئم صدر انجمن احمدیہ قادیان

شرائط

(1) اُمیدوار کی عمر 18 سال سے زیادہ اور 25 سال سے کم ہو۔

(2) اُمیدوار کی تعلیمی قابلیت کم از کم 2+10 %45 فیصد نمبرات کے ساتھ ہونی چاہئے۔

(3) اُمیدوار اردو/ انگریزی کمپوزنگ جانتا ہو اور رفتار 25 الفاظ فی منٹ ہو۔

(4) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا۔

(5) نصاب امتحان کمیشن برائے کارکنان درجہ دوم درج ذیل ہے۔پرچہ کے ہر جزء میں کامیاب ہونا لازمی ہے۔

جزءاول	❁ قرآن کریم: ناظرہ مکمل و پہلا پارہ باترجمہ ❁ چالیس جواہر پارے مکمل ❁ نماز مکمل باترجمہ	30 نمبرات
جزءدوم	❁ کتاب کشتی نوح، برکات الدعا، دینی معلومات ❁ نظم از درّثمین (شان اسلام) ❁ مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ	20 نمبرات
جزءسوم	❁ انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ (2+10)	20 نمبرات
جزءچہارم	❁ حساب بمطابق معیار میٹرک (دفتری ایمپرسٹ سے متعلق سوالات)	20 نمبرات
جزءپنجم	❁ معلومات عامّہ (G.K)	10 نمبرات

(6) تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے اُمیدواران کا ہی انٹرویو ہوگا۔

(7) تحریری امتحان، کمپیوٹر ٹیسٹ و انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے۔

(8) سلیکشن کی صورت میں اُمیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔بعد میں رہائش کے تعلق سے موصول ہونے والی درخواست پر کوئی کارروائی نہیں ہوگی۔

(9) سفرخرچ قادیان آمد و رفت اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

نوٹ:- تحریری امتحان و انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا۔

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان

موبائل :09888232530,09682627592_دفتر:01872501130

e-mail:nazaratdiwanqdn@gmail.com

✲✲✲

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

نمازیں نیکی کا بیج ہیں پس نیکی کے اس بیج کو ہمیں اپنے دلوں میں اس حفاظت سے لگانا ہوگا اور اس کی پرورش کرنی ہوگی کہ کوئی موسمی اثر اس کو ضائع نہ کرسکے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸رفروری ۲۰۰۸ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۹رفروری ۲۰۰۸ء)

طالب دعا: SK Ghulam Mashi/Jaibun Nisha and with family

مجلس عرفان

خدام الاحمدیہ میونچ، جرمنی کے ایک وفد کی حضرت امیر المؤمنین سے بالمشافہ ملاقات

بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ، یوکے) مورخہ 25 / جنوری 2025ء

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اپنی حالت کو بہتر بناؤ، وقفِ نَو کا ٹائٹل نہیں ہونا چاہیے، اس کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق بھی ہونا چاہیے۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرو، نمازوں کا معیار اونچا کرو، قرآن کریم پڑھو، قرآن کریم کا ترجمہ پڑھو اور اس کو سمجھو کہ احکام کیا ہیں؟ احکام پر عمل کرو تو پھر صحیح وقفِ نَو تبھی بنتا ہے

مورخہ ۲۵ / جنوری ۲۰۲۵ء کو امام جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ میونخ جرمنی کے ایک تیرہ (۱۳) رکنی وفد کو بالمشافہ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ خدام نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے جرمنی سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔

قارئین کی معلومات کے لیے تحریر کیا جاتا ہے کہ میونخ جرمنی کے صوبہ بائرن (Bayern) کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر ہے نیز جرمنی بھر کے اعتبار سے تیسرا بڑا شہر ہے۔ اس کی تاریخ بارہویں صدی میں شروع ہوتی ہے، تیرہویں صدی میں اسے باضابطہ طور پر ایک شہر کا درجہ ملا اور ۱۵۰۶ء میں یہ بائرن کا دارالحکومت بنا۔

سولہویں اور سترہویں صدی میں میونخ آرٹ، ثقافت اور تعمیرات کا ایک اہم مرکز بن گیا۔ تاہم تیس سالہ جنگ (۱۶۱۸ء تا ۱۶۴۸ء) اور طاعون کی وبا نے اس شہر کو بہت نقصان پہنچایا۔ انیسویں صدی میں، جب بائرن ایک خودمختار ریاست بنی، تو میونخ نے جدید ترقی کا آغاز کیا اور یہ ثقافتی اور سائنسی سرگرمیوں کا گہوارہ بن گیا۔ بیسویں صدی میں میونخ نے دوسری جنگِ عظیم کے دوران شدید تباہی کا سامنا کیا، لیکن جنگ کے بعد اس کی تعمیرِ نَو کی گئی اور آج یہ نہ صرف جرمنی کے ترقی یافتہ اور خوشحال شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ بلکہ دنیا کی مشہور یونیورسٹیوں، عجائب گھروں، کھیل، سائنس و ٹیکنالوجی اور کاروبار کا بھی اہم مرکز ہے۔

جماعتی تاریخ کے تناظر میں بھی یہ شہر خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ میونخ شہر کی ایک منفرد خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ایک مضافاتی علاقہ Pasing (پاسنگ) میں آباد ایک جرمن خاتون مسز Carola Mann (کیرولا مَن) صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک عقیدت بھرا خط تحریر کیا تھا۔ یہ خط اخبار البدر کے مورخہ ۱۴ / مارچ ۱۹۰۷ء کے شمارے میں ''جرمنی سے ایک اخلاص بھرا خط'' کے عنوان سے صفحہ نمبر ۲ پر شائع ہوا تھا۔ موصوفہ نے جو اپنے خط میں تحریر کیا تھا وہ خلاصۃً پیشِ خدمت ہے: مَیں کئی ماہ سے آپ کا پتہ تلاش کر رہی تھی تا کہ آپ کو خط لکھ سکوں۔ آخرکار! اللہ کے فضل سے مجھے ایک شخص ملا، جس نے آپ کا ایڈریس دیا۔ مَیں معذرت چاہتی ہوں کہ مَیں آپ کو لکھ رہی ہوں، لیکن کہا گیا ہے کہ آپ خدا کے بزرگ رسول ہیں اور مسیح موعود کی قوت میں ہو کر آئے ہیں۔ مَیں دل سے مسیح کو پیار کرتی ہوں...... مجھے بڑی خوشی ہوگی کہ اگر آپ چند سطور اپنے اقوال کے مجھے تقریر فرماویں...... اگر ممکن ہو تو مجھے اپنا ایک فوٹو ارسال فرماویں۔ کیا دنیا کے اس حصّہ میں آپ کی کوئی خدمت کر سکتی ہوں؟ پیارے مرزا! آپ یقین رکھیں کہ مَیں آپ کی مخلصہ دوست ہوں۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت جرمنی کا ایک ورق، الفضل انٹرنیشنل ۲۵ / اکتوبر ۲۰۱۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ نے جرمنی کے اس تیسرے بڑے شہر میونخ میں مشن ہاؤس کھولنے کی ہدایت ۱۹۸۴ء کے اواخر میں فرمائی، جماعت نے جگہ کی تلاش شروع کی اور ۱۹۸۶ء میں Neufahrn (نوئے فارن) میں تین منزلہ عمارت حاصل کی، جسے مسجد، دفاتر اور مربی ہاؤس کے لیے ترتیب دیا گیا۔ مورخہ ۲۷ / اکتوبر ۱۹۸۶ء کو حضور رحمہ اللہ نے اس عمارت کا افتتاح فرمایا اور اسے مسجد المہدی کا نام عطا فرمایا نیز یہ جگہ طویل عرصہ بطور سینٹر استعمال ہوتی رہی۔ ۲۰۱۳ء میں مشن ہاؤس کی اس عمارت کو باقاعدہ مسجد کی شکل میں تبدیل کرنے کا کام شروع ہوا، اس میں مزید توسیع کی گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر مورخہ ۹ / جون ۲۰۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دستِ مبارک سے مسجد المہدی کا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر اپنے افتتاحی خطاب میں بھی آپ نے اس امر کا تذکرہ فرمایا تھا کہ گوکہ پہلے یہاں ایک سینٹر قائم تھا، لیکن مسجد کی شکل دے کر اب اسے باقاعدہ اس شکل میں لایا گیا ہے۔

☆☆☆

جب حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔

دورانِ ملاقات حضورِ انور نے ہر خادم سے انفرادی گفتگو فرمائی اور ان سے ان کے پیشہ جات اور خاندانی پسِ منظر وغیرہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔

بعد ازاں خدام کو حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں سوالات کرنے اور ان کی روشنی میں بیش قیمت راہنمائی حاصل کرنے کا موقع بھی ملا۔

ایک خادم نے ذکر کیا کہ حال ہی میں ان کے خسر شہید کیے گئے تھے، جس کی وجہ سے ان کی اہلیہ فکرمند اور دکھی رہتی ہیں، انہوں نے اپنی اہلیہ کو تسلی دینے کے حوالے سے حضورِ انور سے نصائح کی عاجزانہ درخواست کی۔

حضورِ انور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی تو امید ہے، کہ ان شاء اللہ تعالیٰ حاصل ہو ہی گئی ہے۔ کل ہی مَیں نے واقعہ سنایا کہ ایک صحابیؓ نے خواب کا ذکر کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تشریح کی کہ مبارک ہو! تم شہید ہو جاؤ گے، تو پہلے تو اس طرح ہوتا تھا۔ تو شہادت کا مقام تو بڑا اُونچا مقام ہے۔

حضورِ انور نے اُن کی اہلیہ کے لیے تجویز فرمایا کہ باقی یہ ہے کہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ان کے مقام کو بلند کرتا رہے اور آپ لوگ، جو ان کے بچے ہیں، وہ نیکیوں پر قائم رہیں۔ یہ نہ ہو کہ جو انہوں نے قربانی دی ہے، وہ قربانی، ان کی اگلی نسل کے غلط کاموں کی وجہ سے ضائع ہو جائے۔

حضورِ انور نے وضاحت فرمائی کہ ضائع تو نہیں ہوتی، لیکن ان کو وہ اجر نہ ملے، تو اس لیے یہ دعا اپنے لیے کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر اور حوصلہ دے اور ان کے مقام کو بلند کرتا چلا جائے۔ ہمیں نیکیاں قائم کرنے کی توفیق دے اور صبر اور سکون عطا کرے۔

آخر میں حضورِ انور نے فرمایا کہ اس طرح اللہ تعالیٰ آپ ہی تسلی دے دیتا ہے، نمازوں میں دعا کرے۔

[قارئین کے استفادہ کے لیے تحریر کیا جاتا ہے کہ حضورِ انور نے جن صحابی کے خواب کا ذکر کیا ہے، وہ حضرت محرز بن نَضْلَہؓ اَخرم اسدی رضی اللہ عنہ ہیں، آپؓ نے غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد اور غزوۂ خندق میں شرکت کی تھی۔ آپؓ کا تعلق مکّہ کے قبیلہ بنو غنم بن دُودان سے تھا، جو بعد ازاں مسلمان ہو گیا، اسی قبیلے کے مَردوں اور عورتوں کو مدینہ ہجرت کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ ذی قَرَد (جو کہ غزوۂ غابہ کے نام سے بھی معروف ہے) میں شریک ہوئے اور اسی غزوہ میں آپؓ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ عَمرو بن عثمان جَحْشی اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت محرز بن نَضْلَہ غزوۂ بدر میں شامل ہوئے تو ۳۱ یا ۳۲ / سال کے تھے اور جب آپؓ شہید ہوئے تو آپؓ ۳۷ یا ۳۸ / سال کے قریب تھے۔

حضورِ انور نے اپنے خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ مورخہ ۲۴ / جنوری ۲۰۲۵ء میں غزوۂ ذی قَرَد کی تفصیلات میں آپؓ کی شہادت کے واقعہ کے متعلق ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا تھا کہ حضرت اَخْرَمؓ نے دشمن سے نبرد آزما ہونے سے ایک روز قبل خواب میں دیکھا تھا کہ میرے لیے آسمان کھل گیا ہے اور مَیں آسمان میں داخل ہو گیا ہوں، حتّٰی کہ مَیں ساتویں آسمان تک پہنچ گیا ہوں، پھر سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی تک پہنچ گیا، مجھے کہا گیا کہ یہی تمہاری منزل ہے۔ مَیں نے یہ خواب حضرت ابوبکرؓ کو بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ تمہیں شہادت مبارک ہو! اور اس کے ایک روز بعد انہیں شہید کر دیا گیا۔

یہاں سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی کا ذکر گزرا ہے، یاد ہے کہ قرآنِ کریم کی سورۃ النّجم کی آیت پندرہ میں بھی اس کا ذکر ہوا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ نے مذکورہ سورہ کے تعارف میں اس حوالے سے یوں بیان فرمایا ہے کہ یہاں ایک سِدْرَۃ کا ذکر ہے، جو اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان ایک سرحدیں تقسیم کرنے والی باڑ کی طرح ہے۔ درحقیقت پہلے بھی عربوں میں یہی رواج تھا اور آج بھی یہ رواج ملتا ہے کہ جب ایک زمیندار کی ملکیت کی حدّ ختم ہوتی ہے تو دوسرے زمیندار اور اس کے درمیان حدِّ فاصل کے طور پر کانٹے دار بیریاں لگا دی جاتی ہیں۔ پس آسمان پر ہرگز کوئی بیری کا درخت نہیں اُگا ہوا تھا جس سے پرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جا سکتے تھے۔ یہ ایک انتہائی مضحکہ خیز تفسیر ہے جو ازمنۂ وسطیٰ کے مفسّرین نے کی ہے۔ مراد صرف اتنی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس ارفع مقام تک اللہ تعالیٰ کا قرب پا گئے کہ جس کے ورے کسی بندے کی رسائی ممکن نہیں تھی، کیونکہ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی صفاتِ تنزیہی کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔

آپؓ کو شہید کرنے والے کے نام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ذکر ہے کہ آپؓ کو عبدالرّحمٰن بن عُیَیْنَہ حِصْن فزاری نے نیزہ مار کر شہید کیا، جبکہ دوسری روایت کے مطابق آپؓ کو اوبار نے شہید کیا اور ایک تیسری روایت میں مَسْعَدَہ بن حکمہ فزاری کا ذکر ہے۔]

ایک خادم نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ وہ وقفِ نَو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے، نیز راہنمائی طلب کی کہ وہ وقفِ نَو کی ذمہ داریوں کو کیسے نبھا سکتا ہے؟

حضورِ انور نے اس کا جواب دیتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ اگر جماعت کہتی ہے کہ ہمیں وقف کی ضرورت نہیں ہے، تب بھی فی الحال اپنا کام کرو، تو پھر جو زائد وقت ہے وہ جماعت کو دو۔ ویک اینڈ پر volunteer کرو اور جماعت کو وقت دو۔ تبلیغ کے کام کرو۔

حضورِانور نے وقفِ نَو کے حقیقی مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اپنی حالت کو بہتر بناؤ، وقفِ نَو کا ٹائٹل نہیں ہونا چاہیے، اس کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق بھی ہونا چاہیے۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرو، نمازوں کا معیار اونچا کرو، قرآنِ کریم پڑھو، قرآن کریم کا ترجمہ پڑھواور اس کو سمجھو کہ احکام کیا ہیں؟ احکام پر عمل کروتو پھر صحیح وقفِ نَو تبھی بنتا ہے۔

مزید برآں حضورِانور نے توجہ دلائی کہ پھر اس تعلیم کو آگے پھیلاؤ، تبلیغ کے کام میں آگے آؤ، فرائض پورے کرنے کے لیے اگر نوکری کر رہے ہیں یا اپنا کوئی کام بھی کر رہے ہیں تو ویک اینڈز پر جماعت میں وقت دیں۔ تربیت اور تبلیغ کے لیے وقت دیں تاکہ تربیت کرسکو، جو کچھ سیکھا ہے ان کو سکھاؤ اور غیروں کو تبلیغ کر کے اسلام احمدیت کا پیغام پہنچاؤ۔

[حضورِانور کی یہ بصیرت افروز عملی راہنمائی یقینی طور پر ہر وقفِ نَو کے لیے ایک مشعلِ راہ کا درجہ رکھتی ہے، جو انہیں اپنی ذمہ داریوں کو مزید احسن رنگ میں نبھانے کی ترغیب دلاتی ہے۔]

ایک خادم نے میونخ کے خدام کو درپیش ایک چیلنج کا تذکرہ کیا کہ ہمارے خدام مسجد سے دُور رہتے ہیں، نیز راہنمائی طلب کی کہ اس چیلنج کو ہم کیسے سب سے بہترین فیس (face) کر سکتے ہیں؟

حضورِانور نے اس حوالے سے راہنمائی فرمائی کہ ان سے کہو کہ کم از کم ایک نماز تو مسجد میں پڑھنے کے لیے آیا کریں۔ سوائے اس کے کہ کوئی بالکل غریب ہے، وہ afford نہیں کرسکتا اور سفر زیادہ ہے تو وہاں پھر ان کے قریب جو چند ایک لوگ اکٹھے رہتے ہوں گے، ان کو کہو کہ کوئی سینٹر بنالیں یا کسی گھر میں وہاں اکٹھے ہو کے نماز پڑھ لیا کریں، اگر ان کے لیے مسجد میں آنا مشکل ہوتا ہے۔

حضورِانور نے تاکید فرمائی کہ باجماعت نماز کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ اگر دُور کے فاصلے ہیں تو پھر کہیں کہیں جو قریب قریب رہتے ہوں گے، وہ اپنے اپنے گروپ بنالیں، وہاں نمازیں پڑھ لیا کریں۔

حضورِانور نے ربوہ کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ربوہ ایک چھوٹا سا شہر ہے، ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاؤ تو ڈیڑھ میل کا فاصلہ ہے، آدمی پیدل بھی جائے تو آدھے پونے گھنٹے میں سارا ربوہ ختم کر لیتا تھا۔ چوڑائی میں بھی اتنا ہی ہے، اس کے باوجود ربوہ کے ہر محلے میں مسجد بنی ہوئی ہے، وہاں پچاس، ساٹھ مسجدیں ہیں۔ قریب قریب رہنے والوں کے لیے مسجدیں بنائی گئی ہیں، تو اس طرح یہاں مسجدیں تو نہیں بن سکتیں لیکن کم از کم سینٹر تو بن سکتے ہیں۔

ملاقات کے اختتام پر تمام حاضرینِ مجلس کو ازراہِ شفقت حضورِانور کے ہمراہ گروپ تصویر بنوانے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ آخر پر حضورانور نے الوداعی دعائیہ کلمات ادا کرتے ہوئے فرمایا، اللہ حافظ!

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 6 فروری 2025ء)

ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ جس کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب المرضیٰ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْمَرَضِ حدیث نمبر ۵۶۴۵)

طالبِ دُعا: مجلس انصاراللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر میرے پاس تہامہ کے پہاڑوں یعنی عرب کے ساحلی پہاڑوں کا جو سلسلہ ہے ان کے برابر سونا ہوتا تو میں وہ سب تم میں تقسیم کر دیتا اور تم مجھے جھوٹا یا بخیل نہیں پاؤ گے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۷ صفحہ ۵۳، فی کرمہ وجودہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳ء)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب واہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر — کر بیاں سب حاجتیں حاجَت روا کے سامنے

چاہیے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دُوئی — سر جُھکا بس مالکِ ارض وسما کے سامنے

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

لوگو! سُنو! کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں — جس میں ہمیشہ عادتِ قُدرت نما نہیں

اَے سونے والو جاگو کہ وقتِ بہار ہے — اب دیکھو آکے دَر پہ ہمارے وہ یار ہے

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

ملکی رپورٹس

ضلع آگرہ وفیروزآباد میں یومِ خلافت کی تقریبات کا بابرکت انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ضلع آگرہ وفیروزآباد کی جماعتوں ساندھن، سورئی، کائتھا، صالح نگر، دھنولی اور نومیل میں یومِ خلافت کے اجتماعات نہایت عقیدت واحترام سے منعقد ہوئے۔ اجتماعات میں تلاوتِ قرآن کریم، عہدِ وفائے خلافت، نظم، خلافت کی اہمیت وبرکات پر تقاریر اور دعا کا اہتمام کیا گیا۔

جماعت ساندھن اور نومیل میں خاکسار سید عبدالہادی کاشف مبلغ انچارج ضلع آگرہ وفیروزآباد نے خطاب کیا، جبکہ سورئی میں مکرم حافظ شمائل احمد صاحب مبلغ سلسلہ، کائتھا میں مکرم اقبال احمد صاحب معلم سلسلہ، صالح نگر میں مکرم شریف خان صاحب معلم سلسلہ اور دھنولی میں مکرم جاوید احمد صاحب نے خلافتِ احمدیہ کی اہمیت، اس کی برکات اور اطاعتِ خلافت کے موضوعات پر روشنی ڈالی۔

پانچ جماعتوں میں مرکز قادیان سے منعقدہ آن لائن یومِ خلافت پروگرام بھی اجتماعی طور پر دیکھا گیا، جبکہ دھنولی جماعت نے اپنا مقامی جلسہ قبل از وقت منعقد کرنے کے باوجود 31 مئی کو مرکزی آن لائن پروگرام میں بھی شرکت کی۔ ان تقریبات میں مجموعی طور پر 164 افراد نے بالمشافہ شرکت کی، جبکہ متعدد احباب نے گھروں سے بھی آن لائن پروگرام دیکھا اور سنا۔ سورئی میں پروگرام کے بعد سوال وجواب کی نشست منعقد ہوئی جبکہ صالح نگر میں آخر پر شیرینی تقسیم کی گئی۔

اجتماعات کے اختتام پر اسلام واحمدیت کی ترقی، خلافتِ احمدیہ کے استحکام اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت، درازئ عمر اور کامیابیوں کے لیے خصوصی دعائیں کی گئیں۔

(سید عبدالہادی کاشف، مبلغ انچارج ضلع آگرہ وفیروزآباد)

✵✵✵

جماعت احمدیہ ننگلہ گھنو، ضلع ایٹہ میں تربیتی جلسہ کا انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ننگل گھنو، ضلع اینہ (صوبہ یوپی) میں مورخہ 16 جون 2026ء کو ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جلسے کی صدارت مکرم نعیم خان صاحب، صدر جماعت ننگلہ گھنو نے کی

حسب معمول تلاوتِ قرآن کریم سے پروگرام کا آغاز ہوا جس کی سعادت مکرم شمیم خان صاحب، معلم سلسلہ کو حاصل ہوئی۔ اس موقع پر ناصرات کی طرف سے ترانہ پیش کیا گیا۔ جلسے میں پہلی تقریر مکرم مظہر احمد صاحب، انسپکٹر بیت المال آمد نے کی جبکہ دوسری تقریر مکرم رشید احمد صاحب، مبلغ انچارج ضلع ایٹہ نے کی۔ مقررین نے تربیت، دینی اقدار، جماعتی ذمہ داریوں اور خلافت سے وابستگی کے موضوعات پر احباب جماعت کو نہایت مؤثر انداز میں نصائح کیں۔ اس جلسے میں تقریباً 150 افراد نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ اس جلسے کے بابرکت نتائج پیدا فرمائے اور تمام شاملین کو جملہ نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

✵✵✵

ضلع بالاسور اڈیشہ میں کامیاب جلسہ سالانہ کا انعقاد

الحمد للہ کہ ضلع بالاسور کا تیسرا جلسہ سالانہ 24 مئی 2026ء کو جماعت احمدیہ ہلدی پدا میں شایان شان طریق سے منعقد ہوا۔ فالحمد للہ۔ جلسہ جماعتی مسجد میں سڑک کے کنارے منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ میں قریبی پانچ اضلاع کے افراد اور احباب جماعت نے شرکت کی جن میں جماعت احمدیہ پنکال، کرڈاپلی، کیرنگ، سونگھڑہ تاراکوٹ جاجپور، سامنت رائے پور، بھدرک، سورو، بیل پور، بالاسور اور گڑھ پدا کی جماعتوں کے صدر صاحبان نے شرکت کی۔

یہ جلسہ مکرم عبدالظہور خان صاحب کی زیرصدارت شام ساڑھے پانچ بجے شروع ہوا پہلی تقریر مکرم نوید الفتح صاحب داعی خصوصی صوبہ اڈیشہ نے بعنوان ہستی باری تعالیٰ کی۔ دوسری تقریر بعنوان نظام خلافت کی اطاعت مکرم شریف خان صاحب مبلغ انچارج ضلع بالاسور نے کی۔ جبکہ تیسری تقریر مکرم میر عبدالحفیظ صاحب مبلغ انچارج ضلع بھدرک نے بعنوان مالی قربانی اور جماعتی چندوں میں شمولیت کے عنوان پر کی۔ چھوٹھی اور آخری تقریر بد رسومات سے پرہیز کے عنوان پر مکرم شیخ اسحٰق صاحب مبلغ انچارج ضلع کٹک نے کی۔ تمام حاضرین کیلئے قیام و طعام کا انتظام کیا گیا تھا۔ جلسے میں غیر احمدی اور غیر مسلم افراد نے بھی شرکت کی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے غیر معمولی اثرات ظاہر فرمائے اور ہم سب کو حضور انور کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے آمین۔

✵✵✵

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

رمضان تقویٰ کے حصول کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 14رستمبر 2007ء بطرز سوال وجواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: خطبہ جمعہ 14 ستمبر 2007ء کا مرکزی موضوع کیا تھا؟

جواب: اس خطبہ کا مرکزی موضوع رمضان المبارک کی برکات، روزوں کی فرضیت، تقویٰ کا حصول، روحانی ترقی، اللہ تعالیٰ کا قرب پانا، عبادتوں کے معیار بلند کرنا اور رمضان کو تزکیۂ نفس کا ذریعہ بنانا تھا۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ کا آغاز کس قرآنی آیت سے فرمایا؟

جواب: حضور انور نے سورۃ البقرۃ کی آیت: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" کی تلاوت فرمائی، جس میں روزوں کی فرضیت اور ان کا مقصد تقویٰ بیان کیا گیا ہے۔

سوال: روزوں کی فرضیت کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

جواب: روزوں کی فرضیت کا بنیادی مقصد تقویٰ کا حصول، روحانی ترقی، تزکیۂ نفس، اللہ تعالیٰ کا قرب پانا اور دعاؤں کی قبولیت حاصل کرنا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے روزے صرف امت محمدیہؐ پر ہی فرض کیے ہیں؟

جواب: نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزے تم پر بھی اسی طرح فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ سب تقویٰ اختیار کریں۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے قرب اور جنتوں کے حصول کے لیے کون سی شرط بیان کی گئی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ" یعنی جو اپنے رب کے مقام سے ڈرتا ہے اس کے لیے دو جنتیں ہیں؛ ایک دنیا میں اور ایک آخرت میں۔

سوال: قرآن کریم اور شریعت اسلامیہ کی کون سی خصوصیت بیان کی گئی؟

جواب: قرآن کریم کامل اور مکمل کتاب ہے، اسلام آخری اور دائمی شریعت ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں جن کی تعلیم قیامت تک قائم رہے گی۔

سوال: اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا کون سا اصول سورۃ العنکبوت میں بیان ہوا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

سوال: رمضان المبارک تقویٰ کے حصول کا ایک عظیم ذریعہ کیوں ہے؟

جواب: کیونکہ رمضان میں روزے، عبادت، دعا، استغفار اور نفس کی اصلاح کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا اور تقویٰ میں ترقی کرتا ہے۔

سوال: حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت کے مطابق روزے کا کیا اجر ہے؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان ستر خریف (بہت طویل فاصلے) کا فرق پیدا کر دیتا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجاہدہ اور کوشش کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سچی نیت سے بڑھنے والا کبھی ناکام نہیں رہتا اور اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔

سوال: حدیث قدسی کے مطابق روزے کی خاص اہمیت کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "روزہ میرے لیے ہے اور اس کی جزا بھی میں خود دوں گا۔" یعنی روزے کا اجر بے حد وحساب ہے جس کا اندازہ صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

سوال: روزہ کو ''ڈھال'' کیوں کہا گیا ہے؟

جواب: کیونکہ روزہ انسان کو گناہوں، شیطانی حملوں اور جہنم کی آگ سے بچانے والی حفاظتی ڈھال بن جاتا ہے۔

سوال: روزہ دار کو جھگڑے یا گالی کے وقت کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟

جواب: اگر کوئی جھگڑا کرے یا گالی دے تو روزہ دار کو کہنا چاہیے: ''میں روزہ دار ہوں'' اور صبر، برداشت اور اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

سوال: کیا روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنے کا نام ہے؟

جواب: نہیں، روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں بلکہ نفس کی اصلاح، گناہوں سے بچنے، ذکر الٰہی میں مشغول رہنے اور روحانی ترقی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

سوال: روزے کے دوران کن باتوں سے بچنے کی تلقین کی گئی؟

جواب: گالی گلوچ، جھگڑا، نفسانی خواہشات، شہوانی باتیں، اخلاقی برائیاں اور ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی تلقین کی گئی۔

سوال: روزہ دار کے لیے دو خوشیاں کون سی ہیں؟

جواب: افطار کے وقت روزہ کھولنے کی خوشی۔
قیامت کے دن اپنے رب سے ملاقات کے وقت روزے کی جزا پانے کی خوشی۔

سوال: رمضان کو ''ٹریننگ کیمپ'' کیوں قرار دیا گیا؟

جواب: کیونکہ رمضان انسان کو برائیوں سے بچنے، نیکیوں پر قائم رہنے، عبادت کی عادت پیدا کرنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی عملی تربیت دیتا ہے۔

سوال: روزوں کا حقیقی فائدہ کب حاصل ہوتا ہے؟

جواب: جب رمضان کے بعد بھی انسان نیکیوں اور تقویٰ پر قائم رہے اور رمضان میں سیکھی گئی خوبیوں کو اپنی مستقل زندگی کا حصہ بنالے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے روزے کی حقیقت کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ روزے کا مقصد صرف بھوکا پیاسا رہنا نہیں بلکہ جسمانی غذا کم کر کے روحانی غذا بڑھانا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کن لوگوں کے لیے ہدایت اور معرفت کے دروازے کھولتا ہے؟

جواب: جو لوگ صدق دل، اخلاص، نیک نیتی اور خدا جوئی کو اپنا مقصد بناتے ہوئے مجاہدہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے لیے ہدایت اور معرفت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

سوال: خیرِ امت ہونے کا تقاضا کیا ہے؟

جواب: عبادتوں کے معیار بلند کرنا، اعمال صالحہ بجا لانا، تقویٰ میں ترقی کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے مسلسل کوشش کرنا۔

سوال: حضور انور نے رمضان کے بارے میں احمدیوں کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ رمضان کے دنوں اور راتوں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں، عبادتوں کو بڑھائیں، دعاؤں میں مشغول ہوں اور تقویٰ کے معیار بلند کریں۔

سوال: رمضان میں عبادتوں کے متعلق حضور انور نے کیا مثال دی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ جس طرح ایک طالب علم امتحان کی تیاری کے لیے راتوں کو دن بنا دیتا ہے اسی طرح مومن کو رمضان میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عبادت اور دعا میں محنت کرنی چاہیے۔

سوال: مرحومین کی نمایاں خصوصیات کیا تھیں؟

جواب: یہ تمام خواتین نیک، عبادت گزار، خلافت سے وفادار، دعا گو، قربانی کرنے والی، موصیہ، تبلیغ دین میں دلچسپی رکھنے والی اور جماعتی خدمات میں نمایاں کردار ادا کرنے والی تھیں۔

سوال: حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب کی اہلیہ نے کس نوعیت کی قربانیاں دیں؟

جواب: انہوں نے اپنے شوہر کی طویل عرصہ تبلیغی خدمات کے دوران تنہا بچوں کی تربیت کی، صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا اور کبھی شکوہ نہیں کیا۔

Love for All Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
Tea,Tiffin,Meals,Chicken-Biryani,Fast-Food Available Here
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING
OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AICCE-0289/Raj.

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدر آباد
(تلنگانہ)
KONARK Nursery Hyderabad
MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثال عشق الٰہی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 16 جنوری 2026ء بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اس خطبہ جمعہ کا مرکزی موضوع کیا تھا؟

جواب: اس خطبہ کا مرکزی موضوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبتِ الٰہی، عبادت، ذکرِ الٰہی سے گہرا تعلق، غارِ حرا میں عبادت و مجاہدہ، نماز سے عشق، اور امت کو خدا تعالیٰ کی یاد اور عبادت کی طرف متوجہ کرنا تھا۔

سوال: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خطبہ میں کس موضوع کا تسلسل جاری رکھا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ خطبہ میں بیان کردہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبتِ الٰہی کے موضوع کو مزید تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔

سوال: دعویٰ نبوت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبتِ الٰہی کا کیا اظہار تھا؟

جواب: دعویٰ نبوت سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی محبت میں غارِ حرا میں تنہائی اختیار کر کے عبادت، دعا اور راز و نیاز میں مشغول رہتے تھے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غارِ حرا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس قدر فنا تھے کہ مکہ کی شدید گرمیوں میں بھی غارِ حرا میں جا کر عبادت کرتے، تنہائی کو پسند کرتے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق میں لذت پاتے تھے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق اللہ تعالیٰ سے شدید تعلق کا انسان پر کیا اثر ہوتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے شدید تعلق پیدا ہونے پر انسان دنیا اور اہلِ دنیا سے بے رغبتی محسوس کرتا ہے، تنہائی اور خلوت کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سکون اور لذت پاتا ہے۔

سوال: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق وحی کا آغاز کس طرح ہوا؟

جواب: وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور پہلی وحی ''اِقْرَاْ'' نازل ہوئی۔

سوال: پہلی وحی نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبراہٹ کی حالت میں گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا: ''مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو۔''

سوال: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح تسلی دی؟

جواب: حضرت خدیجہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز آپ کو ضائع نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کے کاموں میں مدد دیتے ہیں۔

سوال: ورقہ بن نوفل نے پہلی وحی سن کر کیا کہا؟

جواب: ورقہ بن نوفل نے کہا کہ یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا اور پیش گوئی کی کہ آپ کی قوم آپ کی مخالفت کرے گی اور آپ کو وطن سے نکال دے گی۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کرنے کے لیے کیا ضروری ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کرنے کے لیے سعی، مجاہدہ، دعا، عبادت اور قربانی ضروری ہے۔ بغیر کوشش اور مجاہدہ کے اعلیٰ روحانی مراتب حاصل نہیں ہو سکتے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صحابہ کرامؓ کے نمونہ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ صحابہؓ نے محض معمولی عبادت سے مراتب حاصل نہیں کیے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جانوں تک کی قربانی دی، تب اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں خشوع و خضوع کی کیا کیفیت تھی؟

جواب: نماز میں آپؐ اتنا روتے اور گریہ و زاری کرتے تھے کہ آپؐ کے سینہ مبارک سے ہنڈیا کے ابلنے جیسی آواز آتی تھی۔

سوال: نماز کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی حال کا کیا ذکر ملتا ہے؟

جواب: آپؐ اتنی دیر قیام فرماتے کہ آپؐ کے پاؤں اور پنڈلیاں سوج جاتیں، لیکن پھر بھی عبادت میں کمی نہ کرتے۔

سوال: جب صحابہؓ نے عبادت کی مشقت کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے کیا جواب دیا؟

جواب: آپؐ نے فرمایا: ''أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا''، یعنی کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں؟

سوال: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کو کس طرح بیان فرمایا؟

جواب: آپؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت محبت، شکرگزاری اور اخلاص کا کامل نمونہ تھی۔ آپؐ ہر عبادت کو اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھتے اور مزید عبادت کی توفیق پر بھی شکر ادا کرتے تھے۔

سوال: مرض الموت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کے ساتھ کیا تعلق تھا؟

جواب: شدید بیماری اور کمزوری کے باوجود آپؐ دو آدمیوں کے سہارے مسجد تشریف لائے اور نماز باجماعت میں شرکت فرمائی۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ نے اس واقعہ سے کیا نتیجہ اخذ کیا؟

جواب: آپؓ نے فرمایا کہ ذکرِ الٰہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی غذا تھا اور آپؐ اس کے بغیر زندگی میں کوئی لطف محسوس نہیں کرتے تھے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں کون سی عادت پیدا کرنا چاہتے تھے؟

جواب: آپؐ چاہتے تھے کہ امت کے افراد ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کریں اور ان کی زبانیں ذکرِ الٰہی سے تر رہیں۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ایک بڑی کوشش کیا تھی؟

جواب: آپؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کی کوشش یہ تھی کہ لوگوں کی زبانوں پر خدا تعالیٰ کا نام جاری ہو جائے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کن مواقع پر ذکرِ الٰہی کی تعلیم دی؟

جواب: آپؐ نے چھینک آنے، کھانا شروع کرنے، کھانا ختم کرنے، سونے، جاگنے، وضو کرنے، نمازوں کے بعد اور دیگر روزمرہ اعمال میں ذکرِ الٰہی کی تعلیم دی۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ کی کیا تشریح فرمائی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز، قربانی، زندگی اور موت سب اللہ تعالیٰ کے لیے تھیں اور آپؐ کی ذات میں غیر اللہ کی آمیزش باقی نہیں رہی تھی۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق حقیقی عبادت کیا ہے؟

جواب: حقیقی عبادت وہ ہے جس میں انسان اپنی خواہشات، نفس، مخلوق اور دنیاوی اسباب کو شریک نہ کرے بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت کرے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیاوی چیزوں میں اپنی پسند کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپؐ نے فرمایا: ''مجھے دنیا میں عورتیں اور خوشبو پسند کی گئی ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔''

سوال: حضرت مصلح موعودؓ نے نماز کی خصوصیت کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپؓ نے فرمایا کہ اسلام کا امتیاز یہ ہے کہ مسلمانوں کو دن میں پانچ مرتبہ عبادت کے لیے بلایا جاتا ہے جس سے روحانیت زندہ رہتی ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کو عملی زندگی کے متعلق کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: آپؑ نے نصیحت فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اتباع اختیار کریں، نماز کو اہمیت دیں اور اس زمانہ کے روحانی جہاد یعنی اسلام کی تبلیغ اور دفاع میں حصہ لیں۔

❀❀❀

یاد رہے!

جلسہ سالانہ یوکے 24,25,26 جولائی 2026ء بروز جمعہ، ہفتہ و اتوار منعقد ہو رہا ہے۔

امید ہے آپ نے جلسہ سننے اور سنانے کی تیاری کر لی ہوگی۔ ابھی سے حضور اقدس کے خطابات کی سننے کی بار بار تحریک کرتے رہیں۔

(ادارہ)

اعلان نکاح از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 20 جون 2026ء بعد نماز عصر بمقام مسجد مبارک اسلام آباد درج ذیل 06 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

1۔ عزیزہ مریم صدیقہ حسین (واقفہ نو) بنت مکرم نثار احمد حسین صاحب (یوکے) ہمراہ عزیزم فرحان احمد چوہدری (واقف زندگی۔ ایم ٹی اے) ابن مکرم طارق محمود چوہدری صاحب (یوکے)

2۔ عزیزہ کنزہ غزل چوہدری (واقفہ نو) بنت مکرم عبد المنان اظہر چوہدری صاحب (یوکے) ہمراہ عزیزم رحمان فواد کھوکھر (واقف نو) ابن مکرم محمد فواد کھوکھر صاحب (یوکے)

3۔ عزیزہ فریدہ سحر قدیر (واقفہ نو) بنت مکرم قدیر احمد ناصر صاحب (یوکے) ہمراہ عزیزم زیان احمد فرحان ابن مکرم آفتاب احمد صاحب (یوکے)

4۔ عزیزہ منال شاہد (واقفہ نو۔ یوکے) بنت مکرم محمد شاہد وسیم صاحب (جرمنی) ہمراہ عزیزم اسامہ طاہر ابن مکرم طاہر محمود صاحب (یوکے)

5۔ عزیزہ باسمہ احسن بنت مکرم احسن احمد صاحب (یوکے) ہمراہ عزیزم عاشر احمد (واقف نو) ابن مکرم ناصر احمد صاحب (یوکے)

6۔ عزیزہ ڈاکٹر صوفیہ احمد بنت مکرم منور احمد صاحب (یوکے) ہمراہ عزیزم ڈاکٹر عمر احمد ابن مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب شہید (یوکے)

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3/جنوری 2026ء بروز ہفتہ بارہ بجے بعد دوپہر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

۱۔مکرمہ نسیمہ بیگم خان صاحبہ اہلیہ مکرم مولود احمد خان صاحب (سابق امام مسجد فضل لندن)

22/دسمبر 2025ء کو 93 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ مئی 1956ء میں اپنے مبلغ سلسلہ شوہر کے ساتھ لندن (یوکے) آئیں۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت ماسٹر اللہ دتہ صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی اور حضرت ماسٹر محمد حسن آسان صاحب رضی اللہ عنہ کی بہو اور مکرم مسعود احمد دہلوی صاحب (سابق ایڈیٹر الفضل ربوہ) کی بھابھی تھیں۔ مرحومہ نے 2017ء میں بینن میں مسجد تعمیر کروانے کی توفیق پائی۔ 2007ء میں فریضہ حج ادا کرنے کی بھی سعادت حاصل کی۔ بڑی عبادت گزار اور غرباء کی دل کھول کر مالی مدد کرنے والی ایک مخلص، نیک اور باوفا خاتون تھیں۔ غریب بچیوں کی شادیوں پر بھی خرچ کرتیں اور تحریک جدید اور ہیومینٹی فرسٹ میں بہت کھلے دل سے باقاعدگی سے حصہ لیتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم عرفان خان صاحب (آف جرمنی) کی چچی تھیں۔

۲۔مکرم راجہ عبدالرحیم صاحب ابن مکرم راجہ عبد القدیر صاحب مرحوم (آف Southmead۔یوکے)

28/دسمبر 2025ء کو 63 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت نبی بخش صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ مرحوم 2009ء میں یوکے آئے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، بڑے ملنسار، خدا ترس، متقی اور خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم نصیر الدین ہمایوں صاحب (عملہ حفاظت خاص) کے ماموں تھے۔

نماز جنازہ غائب

۱۔مکرم عبد المنان لون صاحب (آف ناصر آباد کشمیر۔انڈیا)

25/نومبر 2025ء کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، غریب پرور، مہمان نواز، جفاکش، منکسر المزاج، بڑے مستجاب الدعا بزرگ تھے۔ نماز تہجد اور تلاوت قرآن مجید میں بھی بڑے باقاعدہ تھے۔ رمضان میں حتّی المقدور اعتکاف کی بھی توفیق ملتی رہی اور حج بیت اللہ کی بھی سعادت پائی۔ خلافت سے والہانہ عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ حضور انور کا خطبہ جمعہ اور خطابات بڑی پابندی کے ساتھ سنتے تھے۔ آپ نے لمبا عرصہ مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ ایک مستعد داعی الی اللہ بھی تھے۔ جماعتی لٹریچر کا بڑا گہرا مطالعہ تھا۔ بڑے علم دوست اور باذوق انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے شامل ہیں۔ دو بیٹے واقف زندگی ہیں۔ ایک بیٹے مکرم جاوید احمد لون صاحب (مربی سلسلہ) بطور ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

۲۔مکرم چودھری عبدالرشید صاحب (آف شیخوپورہ۔حال ٹورانٹو۔کینیڈا)

5/جولائی 2025ء کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ مرحوم کے تایا مکرم فضل دین صاحب کے ذریعہ ہوا۔ جن کا نام ربوہ کے نقشہ بنانے والوں میں بھی شامل ہے۔ آپ نے قائد خدام الاحمدیہ شہر اور ضلعی سطح پر سیکرٹری تحریک جدید اور سیکرٹری دعوت الی اللہ کے فرائض سرانجام دیے۔ جب تک شیخوپورہ میں رہے آپ کا گھر نماز سنٹر رہا۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، مہمان نواز، چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ اور ایک پُر جوش داعی الی اللہ تھے۔ تبلیغ کا سلسلہ کینیڈا آ کر بھی جاری رکھا۔ آپ محکمہ انہار سے بطور سپرنٹنڈنٹ (گزٹڈ آفیسر) ریٹائرڈ ہوئے۔ ہمیشہ اور ہر جگہ اپنا تعارف احمدیت کے حوالے سے کروایا۔ دفتری ماحول میں تعصب کا سامنا بھی کرنا پڑا لیکن ہمیشہ بڑی حکمت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا اور تبلیغ کے میدان میں کبھی بزدلی نہیں دکھائی۔ گذشتہ چوبیس سال سے کینیڈا میں مقیم تھے۔ جہاں مختلف جماعتی دفاتر میں جا کر خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ اپنے حلقہ (Rexdale) کے نائب صدر کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ ایک نافع الناس وجود تھے۔ آپ کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی۔ اپنے حلقہ احباب میں بڑے ہردلعزیز وجود تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور چھ بیٹیاں شامل ہیں۔

۳۔مکرمہ نوید السحر جٹالہ صاحبہ اہلیہ مکرم رمضان الحق جٹالہ صاحب (کیلیفورنیا، امریکہ)

8/دسمبر 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم چودھری محمد شریف صاحب مرحوم (سابق امیر ضلع لودھراں) کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ لجنہ اماء اللہ کے کاموں میں بہت شوق اور باقاعدگی سے حصہ لیتی تھیں۔ آپ کو مقامی لجنہ میں مختلف عہدوں پر خدمت کی بھی توفیق ملی۔ کئی سال جلسہ سالانہ ویسٹ کوسٹ امریکہ میں جلسہ گاہ کے سٹیج کی تزئین و آرائش کے کام میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ نمازوں اور روزوں کی باقاعدگی سے پابندی کرتی تھیں اور رمضان میں متعدد مرتبہ اعتکاف کی بھی سعادت حاصل کی۔ تلاوتِ قرآنِ کریم سے خاص شغف تھا اور صبح و شام باقاعدگی سے تلاوت کیا کرتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی صحابہ کرام کے واقعات پڑھنا اور انہیں دوسروں تک پہنچانا مرحومہ کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ چندہ جات باقاعدگی سے اور بروقت ادا کرتی تھیں۔ خلافت سے گہری محبت اور اطاعت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹے شامل ہیں۔

۴۔مکرم چودھری منظور احمد گوندل صاحب (میر پور خاص۔سندھ)

19/نومبر 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت چودھری علی محمد گوندل صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، خدا سے بے پناہ پیار کرنے والے اور حدود اللہ کی سختی سے پابندی کرنے والے نیک مخلص انسان تھے۔ آپ کو اپنے گاؤں گوٹھ احمدیہ (عمر کوٹ) میں مسجد بنوانے کی بھی توفیق ملی۔ خاندان میں اگر کہیں دیکھتے کہ کسی کے مالی حالات خراب ہیں تو خاموشی سے اس کی مدد کر دیتے۔ گھر میں کام کرنے والوں کا خاص خیال رکھتے اور وقتاً فوقتاً ان کی طرف اضافی رقم بھجواتے رہتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم مبشر احمد گوندل صاحب (کارکن امیر صاحب آفس لندن) کے ماموں تھے۔

۵۔مکرم چودھری نذر احمد صاحب (کوٹ عبد المالک ضلع شیخوپورہ)

28/نومبر 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے اپنی والدہ کے ساتھ 9 سال کی عمر میں بیعت کی توفیق پائی۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، ہمدرد، ملنسار، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ گہرا فدائیت کا تعلق تھا۔ آپ نے کوٹ عبد المالک کی جماعت کے صدر اور دیگر مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

۶۔مکرمہ طاہرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم منیر احمد صاحب (منہائم نارتھ جرمنی)

10/دسمبر 2025ء کو 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ بڑی نیک سیرت، خوش اخلاق، سادہ مزاج، غریب پرور اور صابرہ وشاکرہ خاتون تھیں۔ خلافت اور جماعت سے گہرا تعلق تھا۔ قرآنِ کریم سے بڑا لگاؤ تھا۔ آپ نے تجوید و ترجمہ کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی اور 67 سال کی عمر میں معلمہ بننے کی توفیق پائی اور باقاعدگی سے قرآنِ کریم کی تعلیم دیتی رہیں۔ بیماری کے دوران بھی آن لائن قرآن کلاسز جاری رکھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

☆......☆......☆

بقیہ از صفحہ نمبر 11

ایک پُڑی مَیں نے اسی وقت یعنی صبح کے وقت نو یا دس بجے تک کھائی۔ دوسری شام کو کھائی۔ ان دو پُڑیوں کے کھانے کے بعد مَیں اٹھ کر چارپائی پر بیٹھ گیا۔ تیسری پُڑی دوسرے دن صبح کو کھائی۔ صرف ان تین پُڑیوں کے کھانے سے میری بیماری بالکل جاتی رہی۔ بہرحال کہتے ہیں کہ پانچ چھ دن کے بعد مَیں بالکل تندرست ہو گیا یا معمولی کمزوری رہ گئی۔ ہفتے کے بعد کہتے ہیں مَیں حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کمزوری تھی۔ بہرحال مجھے سہارا دے کے اوپر لے گئے۔ جب مَیں حضور کے سامنے ہوا تو حضورؑ نے فرمایا تم راضی ہو گئے ہو۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضورؑ کی دعا اور دوا سے اس دن سے بخار وغیرہ بالکل نہیں ہے۔ اس کے بعد حضورؑ نے فرمایا کہ مکان کا کیا ہوا؟ مَیں نے عرض کیا کہ مہینہ سوا مہینہ بیمار رہا ہوں اور ایک پیسہ بھی میرے پاس نہیں ہے۔ مکان کس طرح بنا سکتا ہوں؟ چھت کس طرح بدلوں مَیں؟ حضورؑ نے فرمایا کہ ہم بنوا دیں گے اور اسی وقت مولوی محمد علی صاحب کو بلوا کر فرمایا کہ آپ جب مدرسے کے کمروں کے واسطے لکڑی منگوائیں تو عبدالرحیم کے مکان کی چھت کے واسطے بھی لکڑی منگوا کر اس کو بنوا دیں۔ جس قدر خرچ ہوگا وہ ہم دے دیں گے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے مستری رُلّہ رَام کو میرا مکان دیکھنے اور لکڑی کے خرچ کا اندازہ کرنے کے واسطے بھیجا۔ اس نے مولوی صاحب کو آ کے بتایا کہ مکان پر دس شہتیریاں خرچ ہوں گی۔ مولوی محمد علی صاحب نے حضور سے عرض کیا کہ تیس روپے لکڑی پر لگیں گے۔ تیس روپے حضورؑ نے مولوی صاحب کو دے دیے اور میرا مکان بن گیا۔ کہتے ہیں اس کے علاوہ جو اَور مزدوروں وغیرہ پر خرچ ہوا اس کا مجھے علم نہیں کتنا تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عطا فرمایا۔

(ماخوذ از روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 174-175)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سیرتِ طیبہ کا عمومی خلاصہ بیان فرماتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ”ہمارے بڑے ماموں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب مرحوم نے میری تحریک پر حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق و اوصاف کے متعلق ایک مضمون لکھا تھا۔ اس مضمون میں وہ فرماتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت رؤوف و رحیم تھے۔ سخی تھے۔ مہمان نواز تھے۔ اَشۡجَعُ النَّاس تھے۔“ یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر تھے، ”ابتلاؤں کے وقت جبکہ لوگوں کے دل بیٹھے جاتے تھے آپؑ شیرِ نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو، چشم پوشی، فیاضی، خاکساری، وفاداری، سادگی، عشقِ الٰہی، محبتِ رسولؐ، ادب بزرگانِ دین، ایفاءِ عہد، حسنِ معاشرت، وقار، غیرت، ہمت، اولوالعزمی، خوش روئی اور کشادہ پیشانی آپؑ کے ممتاز اخلاق تھے۔“

لکھتے ہیں کہ ”......مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس وقت دیکھا جب مَیں دو برس کا بچہ تھا۔ پھر آپؑ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے“ یعنی آپؑ کی وفات اس وقت ہوئی ”جب مَیں ستائیس سال کا جوان تھا۔ مگر

مَیں خدا کی قَسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں نے آپؑ سے بہتر، آپؑ سے زیادہ خوش اخلاق، آپؑ سے زیادہ نیک، آپؑ سے زیادہ بزرگانہ شفقت رکھنے والا، آپؑ سے زیادہ اللہ اور رسولؐ کی محبت میں غرق رہنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپؑ ایک نور تھے جو انسانوں کے لیے دنیا پر ظاہر ہوا اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی۔“

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ خود اپنا بھی بیان کرتے ہیں کہ ”یہی میری بھی چشم دید شہادت ہے“ جو میر صاحبؓ نے بیان کی ہے۔ (سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 66-67)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان اعلیٰ اخلاق کا حامل بنائے جن کے پیدا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آپؑ کو بھیجا تھا۔

☆......☆......☆

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12635: میں کتاب الدین ولد مکرم عبدالحسین ملا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کھیتی باڑی تاریخ پیدائش: یکم جنوری 1987ء پیدائشی احمدی ساکن: گنتلہ مرشدآباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔66 ڈسمل زمین خاکسار کے نام ہے جس کا کھتیان نمبر 4011 ہے پلاٹ نمبر 1158 اور 2107 ہے۔میرا گزارہ آمد از کھیتی باڑی ماہوار 5000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : قاضی طارق احمد العبد: کتاب الدین گواہ: محمد صغیر عالم

مسل نمبر 12636: میں عامر حسین ولد مکرم لال محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش: 12 اپریل 2001ء پیدائشی احمدی ساکن: کیشپور پوسٹ آفس گوپیناتھ پور مرشدآباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 8000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد صغیر عالم العبد: عامر حسین گواہ: لال محمد

مسل نمبر 12637: میں محمد ظہور الدین ولد مکرم محمد جلال الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش: 4 فروری 1986ء تاریخ بیعت 2005ء ساکن: khordighi Para پانچ گرام مرشدآباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 9275 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد صغیر عالم العبد: محمد ظہور الدین گواہ: عبدلحامد کریم

مسل نمبر 12638: میں انگینا خاتون زوجہ مکرم محمد ظہور الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 1996ء تاریخ بیعت: 2015ء ساکن: Khordighipara پانچ گرام مرشدآباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 اکتوبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر 10000 روپے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد صغیر عالم الامۃ: انگینا خاتون گواہ: عبدالحامد کریم

مسل نمبر 12639: میں برنہ بی بی زوجہ مکرم کتب ملا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 15 جنوری 1985ء تاریخ بیعت 2016ء ساکن: Kirtaniapara Sahebrampur مرشدآباد ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 30 ستمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: بالی 2.5 گرام 22 کیریٹ، 3.5 کٹھ زمین خاکسار کے نام ہے جس کا کھتیان نمبر 24817 ہے پلاٹ نمبر 3480/3501۔حق مہر 1001 روپے ادا شد۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد صغیر عالم الامۃ: برنہ بی بی گواہ: شیخ محمد علی

مسل نمبر 12640: میں عامر حمزہ سرکار ولد مکرم محمد زکریا سرکار صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کھیتی باڑی تاریخ پیدائش: یکم جنوری 1975ء تاریخ بیعت 1996ء ساکن: کیشپور گوپیناتھ ایم پارہ مرشدآباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔35 ڈسمل کھیتی زمین پلاٹ نمبر 1871، 1873، 1991، 1362۔میرا گزارہ آمد از کھیتی باڑی ماہوار 8000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : محمد صغیر عالم العبد: عامر حمزہ سرکار گواہ: مجیب الرحمٰن

مسل نمبر 12641: میں بکتار شیخ ولد مکرم عاشر الدین شیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کسان عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن: گنتلہ مرشدآباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔8 ڈسمل زمین خاکسار کے نام ہے جسکا کھتیان نمبر 845 ہے پلاٹ نمبر 3206/4650۔میرا گزارہ آمد از کھیتی باڑی ماہوار 3000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : قاضی طارق احمد العبد: بکتار شیخ گواہ: محمد صفیر عالم

مسل نمبر 12642: میں محمد اشرف پنڈت ولد مکرم غلام محمد پنڈت صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ زمین داری تاریخ پیدائش: یکم مئی 1981ء پیدائشی احمدی ساکن: حلقہ نور آسنور دمحال ہانجی پورہ کولگام جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 دسمبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔خاکسار کے پاس اس وقت 5 کنال زمین پر مشتمل باغ ہے، ایک کچا مکان 6 کمروں پر مشتمل ہے۔میرا گزارہ آمد از جائیداد ماہوار 12000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شاہد احمد نائک العبد: محمد اشرف پنڈت گواہ: طاہر احمد نائک

مسل نمبر 12643: میں بی منصور احمد ولد مکرم کے پی کنج احمد کویا صاحب قوم احمدی مسلمان رٹائرڈ عمر 61 سال پیدائشی احمدی ساکن: کے پی ہاؤس ناگاتھنگل پرمبہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 دسمبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہوار 4500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : کے پی عبدالشکور العبد: بی منصور احمد گواہ: ٹی احمد سعید

مسل نمبر 12644: میں ناصرہ خاتون بنت مکرم شیخ محمد یونس صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: 24 اپریل 2007ء پیدائشی احمدی ساکن: ڈاکخانہ کوسمبی ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 جنوری 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شیخ ہارون رشید الامۃ: ناصرہ خاتون گواہ: محمد افتخار

مسل نمبر 12645: میں رقیہ خاتون زوجہ مکرم شیخ اشاق علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 11 مئی 1989ء پیدائشی احمدی ساکن: سادونندا پور ضلع کندرہ پارہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 جنوری 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: ایک عدد انگوٹھی، ایک جوڑی کان کی بالی (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر 40000 روپے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ اشاق علی الامۃ: رقیہ خاتون گواہ: سید سمیر

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 09-16 July - 2026 Issue. 28-29

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 9815639670
e-mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

خلاصہ خطبہ جمعہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام صادق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی جُودوسخا کا ایمان افروز تذکرہ۔

فرمودہ سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۱۰؍جولائی ۲۰۲۶ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کی زندگی میں جُودوسخا کی ایک اَور شان بھی جلوہ گر ہے جو شفاعت اور سفارش کا رنگ رکھتی ہے۔ بعض اوقات آپؑ کی خدمت میں کوئی ایسا سائل آتا جس کے سوال کو پورا کرنا آپؑ کے اختیار میں نہ ہوتا بلکہ اس کا تعلق دوسروں سے ہوتا۔ اس حالت میں آپؑ اس امر کا بھی التزام رکھتے تھے کہ اس کے فائدے کے لیے ایسے لوگوں کو بھی سفارش کر دیتے تھے جن کو اپنی کسی ذاتی ضرورت کے لیے بھی کبھی کچھ نہ کہتے۔ یعنی دوسرے لوگوں کا کام تو کروا دیتے تھے لیکن اپنا کام کبھی اس شخص سے نہیں کروایا کرتے تھے۔

مرزا امام الدین صاحب اس سلسلے کے سخت دشمن تھے اور حضرتؑ کے خاندان کے ساتھ ان کو عداوت تھی مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کی عداوت کو دنیاوی معاملات میں ہمیشہ نظر انداز کر دیتے تھے۔

یعنی ان سے سلوک میں کبھی بھی آپؑ نے فرق نہیں کیا۔ وہ بسا اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مالی مدد لے لیتے اور باوجود ان احسانات کے مخالفت میں بھی لگے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ اس نے ایک گھوڑا فروخت کرنا تھا اور اس کے لیے اس نے بہتر موقع یہ تجویز کیا کہ اس گھوڑے کو جموں لے جاوے اور حضرت حکیم الامت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے ذریعے مہاراجہ کو پیش کرے تاکہ اس پر اسے ایک معقول رقم مل جائے۔ اس چیز کو ذہن میں رکھ کر اس نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپؑ ایک سفارشی خط حضرت حکیم الامت کے نام لکھ دیں۔ آپؑ نے اس کی درخواست کو ردّ نہ فرمایا اور بلا تامل حضرت مولوی صاحبؓ کے نام ایک سفارشی خط دے دیا۔

مرزا محمد بیگ ولد مرزا احمد بیگ کے خاندان سے محض للہ آپؑ کے تعلقات خوشگوار نہ تھے۔ احمد بیگ کا خاندان سخت بے دین اور سلسلے کا دشمن تھا۔ مرزا محمد بیگ نے جموں میں ملازمت کرنا چاہی اور حضورؑ سے درخواست کی کہ حضرت حکیم الامتؓ کے نام سفارشی خط دے دیا جائے تاکہ وہ مدد کر دیں۔ آپؑ نے بلا تامل خط لکھ دیا کہ اگرچہ ان کے والد مجھ سے عداوت رکھتے ہیں لیکن کچھ مضائقہ نہیں کہ ان کی سختی کے عوض نرمی اختیار کر کے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ کا ثواب حاصل کیا جائے۔ پس ان کی مدد کر کے پولیس کے محکمے میں نوکر کروا دیں۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھتے ہیں کہ قادیان میں ایک شخص نہال چند برہمن تھا جو اپنی جوانی کے ایام میں مشہور مقدمہ باز تھا اور حضرت صاحبؑ کے خاندان کے ساتھ عموماً مقابلہ اور شرارتیں کرتا رہتا۔ اخیر عمر میں اس کی مالی حالت نہایت خراب ہوگئی۔ یہاں تک کہ بعض اوقات اس کو اپنی روزانہ ضروریات کے لیے بھی مشکلات پیش آتی تھیں۔ اس نے ایک مرتبہ حضرت اقدسؑ کے دروازے پر آکر ملاقات کی خواہش کی اور اپنا قصہ کہا۔ آپؑ نے تسلی دی اور ۲۵؍روپے کی رقم دی نیز فرمایا: جب ضرورت ہو مجھے بتانا۔ پھر اس کا معمول ہوگیا۔ وہ مہینے دو مہینے بعد آتا اور معقول رقم لے جاتا۔ ایک مرتبہ حضرت خلیفہ اوّلؓ سے بھی قرض لیا۔ جب آپؓ نے واپسی کا تقاضا کیا تو کہنے لگا: مرزا جی تو مجھے ہمیشہ روپیہ دیتے ہیں اور اس سے میرا گزارہ چلتا ہے۔ آپؑ نے کبھی پیسے واپس نہیں مانگے۔ چنانچہ آپؓ نے بھی اس کو چھوڑ دیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ پادری والٹر صاحب ایم اے جو وائی ایم سی اے کے سیکرٹری تھے، نے اپنی کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ رائے لکھی ہے کہ

مرزا صاحب اپنی عادات میں سادہ اور فیاضانہ جذبات رکھنے والے تھے۔ ان کی اخلاقی جرأت جو انہوں نے اپنے مخالفین کی طرف سے سخت مخالفت اور ایذا رسانی کے مقابلہ میں دکھائی، یقیناً قابل تحسین ہے۔ صرف ایک مقناطیسی جذب اور نہایت خوشگوار اخلاق رکھنے والا شخص ہی ایسے لوگوں کی دوستی اور وفاداری حاصل کر سکتا تھا جن میں سے کم از کم دو نے افغانستان میں اپنے عقائد کی وجہ سے جان دے دی مگر مرزا صاحب کا دامن نہیں چھوڑا۔ مَیں نے بعض پرانے احمدیوں سے ان کے احمدی ہونے کی وجہ دریافت کی تو اکثر نے سب سے بڑی وجہ مرزا صاحبؑ کے ذاتی اثر اور ان کے جذب اور کھینچ لینے والی شخصیت کو پیش کیا۔

آپؑ جو کچھ کسی کو دیتے وہ کسی نمائش کے لیے نہ ہوتا تھا بلکہ محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے نقطۂ خیال سے دیتے۔ اس لیے عام طور پر آپؑ نہایت مخفی طریقے سے عطا فرماتے تھے اور کبھی دوسروں کو عملی سبق دینے کے واسطے اعلانیہ بھی کرتے تھے۔

منشی محمد نصیب صاحب ایک یتیم کی حیثیت سے قادیان آئے۔ حضرت اقدسؑ کے رحم و کرم پر انہوں نے قادیان میں رہ کر تعلیم پائی۔ ان کے اخراجات اور ضروریات کا سارا بار سلسلہ پر تھا۔ جب وہ جوان ہو گئے اور انہوں نے شادی کر لی تو وہ لاہور کے اخبار کے دفتر کے محرر ہو گئے اور پھر دفتر بدر قادیان میں آکر بارہ روپے ماہوار پر ملازم ہوئے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلا بیٹا نصیر احمد عطا فرمایا (جو بعد ازاں فوت ہو گیا) تو اس کے لیے ایک انا (دائی) کی ضرورت پیش آئی۔ راوی نے شیخ نصیب صاحب کو تحریک کی کہ یہ ثواب کا موقع ہے تم اپنی بیوی کی خدمات پیش کر دو۔ انہوں نے مشورہ قبول کیا اور ان کی اہلیہ دودھ پلانے پر مامور ہو گئیں۔ حضورؑ نے باتوں ہی باتوں میں دریافت کیا کہ شیخ محمد نصیب صاحب کو کیا تنخواہ ملتی ہے؟ معلوم ہوا کہ ۱۲؍روپے تو فرمایا شاید اس میں گزارہ نہ ہو اور ایک دن ۲۰ / ۲۵؍روپے کی پوٹلی ان کے کمرے میں رکھ دی تاکہ وہ استعمال کر لیں۔ انہوں نے اس سے زیور بنوا لیا۔

آپؑ کی عادت تھی کہ سوالی کی بات کو ردّ نہ کرتے اور یہ بھی معمولات میں سے تھا کہ بعض لوگوں کی ضرورتوں کا احساس کر کے قبل اس کے کہ وہ کوئی سوال کریں ان کی مدد کیا کرتے تھے۔

۱۹۰۴ء میں ایک مرتبہ ایک مخلص مہاجر کو کچھ روپے دیے کہ موسم سرما ہے آپ کو کپڑوں کی ضرورت ہوگی۔ حالانکہ اس کی طرف سے کوئی سوال نہ تھا۔ پھر آپؑ بہت مخفی طور پر لوگوں کو دیتے اور اس میں دوست دشمن کا امتیاز نہ تھا۔ شیخ فتح محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپؑ ہمیشہ میرا کرایہ ادا کرنے کے لیے تیار ہوتے تھے۔ اگرچہ مجھے ضرورت نہ ہوتی لیکن حضرتؑ کی روحِ سخاوت اس قدر عظیم الشان تھی کہ آپؑ بغیر استفسار ہمیشہ پیش کر دیتے ہیں اور یہ میرے ساتھ معاملہ نہ تھا بلکہ اکثر کو دیتے رہتے تھے۔ شام اور عرب سے بعض لوگ آتے اور آپؑ ان کو بعض اوقات بیش قرار رقوم بطور زادِراہ دے دیتے کیونکہ وہ بہت دور دراز سے آئے ہوتے۔ بعض اوقات لوگ سوال نہ کرتے اور رقعہ لکھ دیتے۔ کسی کو یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ اس نے سوال کیا ہے لیکن جب حضرت اقدسؑ اندر سے سائل کے لیے کچھ بھیجتے تو پتہ لگتا یا کبھی اندر تشریف لے جاتے وقت کہہ جاتے کہ تم بیٹھو مَیں آتا ہوں۔ حضرت صاحبؓ آتے تو معلوم ہوتا کہ آپؑ سائل کے لیے اس کی مطلوبہ چیز نقدی یا کپڑا لے کر آرہے ہیں۔

دعویٰ سے قبل آپؑ کے بھائی کی شادی کے وقت انہوں نے کچھ بکرے منگوائے تھے جنہیں ننگل باغبانہ کا ایک شخص چرایا کرتا تھا۔ ایک دن حضورؑ سیر کو چلے جارہے تھے کہ راستے میں اس آدمی کو دیکھا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا لیکن ننگے پاؤں تھا۔ حضورؑ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: میاں تم ننگے پاؤں پھر رہے ہو تمہیں کانٹے نہیں چبھتے؟ اس نے عرض کی کہ حضور! میرے پاس جوتی نہیں ہے۔ حضورؑ نے اپنی جوتی اتاری اور اس کو پہنائی۔ اس نے معذرت کی تو آپؑ نے فرمایا کہ نہیں! اس کو پہنو اور استعمال کرو۔ پھر آپؑ ننگے پاؤں واپس گھر تشریف لے آئے۔ اس وقت آپؑ کی عمر بیس یا تیس سال تھی۔

حضور علیہ السلام اپنے محسن و پیشوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں جُودوسخا کے پیکر تھے تاہم بعض دفعہ ہمیں یہ بھی نظر آتا کہ کسی حکمت و مصلحت کے پیشِ نظر آپؑ نے سوالی کو دینے سے احتراز بھی فرمایا۔

شیخ یعقوب علی صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ۱۸۸۹ء میں آپؑ لدھیانہ میں موجود تھے۔ آپؑ کے پاس ایک سائل آیا اور کہا کہ میرا عزیز فوت ہو گیا ہے۔ میرے پاس کفن دفن کے لیے کچھ انتظام نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مکرم قاضی خواجہ علی صاحبؓ کو فرمایا کہ اس کے ساتھ جا کر کفن کا سامان کر دو۔ عام طور پر حضورؑ کی یہ عادت نہ تھی بلکہ سوالی کو دے دیتے تھے۔ قاضی صاحب سائل کے ساتھ رخصت ہوئے اور کچھ دیر بعد ہنستے ہوئے واپس آئے اور کہا کہ سائل نے منت سماجت اور خوشامد شروع کر دی تھی کہ آپ نہ جائیں اور جو دینا ہے دے دیں۔ مَیں نے کہا کہ نہیں! مجھے یہی حکم ہوا ہے تو اس نے کہا نہ کوئی مرا ہے نہ کفن دفن کی ضرورت ہے۔ یہ میرا پیشہ ہے۔ اب میری پردہ دری نہ کرو اور وہ چلا گیا۔

یہ آپؑ کی جُودوسخا کے چند واقعات ہیں جن میں اپنے آقا و مولا کی اتباع میں آپؑ نے ایسا نمونہ دکھایا کہ اپنے اور غیر حتیٰ کہ دشمن بھی فیض یاب ہوتے رہے۔

☆......☆......☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad